ماهنامه
نصرت الجهاد
نومبر ۱۹۹۰ء

جہادی کمانڈروں
کی "شوریٰ" افغانستان
کی تمام جہادی قوتوں کے اتحاد
اور شوریٰ کی وسعت کی راہ میں ایک
اہم قدم تھا۔ جو افغانستان کے مشرق و
مغرب، شمال اور جنوب کے درمیان
اتصال کی کڑی اور باہمی تعاون
کی حیثیت اختیار کرگیا۔
الحاج جلال الدین "حقانی"

شہید محمد اسماعیل خاں

شہید محمد اسمٰعیل کے ۱۷ سال جہاد اور
مبارزہ کے مورچوں اور مجاہدین کی خدمت
میں گزرے ہیں، انکے ساتھ اپنے اخلاق و کردار کی
وجہ سے تمام مجاہدین محبت و ہمدردی رکھتے تھے انہوں نے
کسی بھی خدمت سے منہ نہیں موڑا۔ "الحاج حقانی"

مجاهد کمانڈروں
کی شوریٰ کا
مشترکہ اعلامیه

جناب الحاج جلال الدین "حقانی" جہادی
کمانڈروں کی نمائندگی کرتے ہوئے شوریٰ کے
بارے میں پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں۔

کتابی آیتیں شکوہ کریں گی

مشہور شاعر" نابغۃ الجعدی" نے اپنی بیوی سے مخاطب ھو کر یہ اشعار پڑھے، جب وہ اسے مجبوریاں بتلا کر جہاد سے روک رہی تھی۔

وہ میرے پاس بیٹھی رو رہی تھی
میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

اے عم زادی مجھے اللہ نکالے!
تو کیا اللہ کو میں روک دوں گا

کتابی آیتیں شکوہ کریں گی
تو پھر میں اپنے رب سے کیا کہوں گا

اگر میں لوٹ آیا فضل حق سے
تو اللہ ہی مجھے لوٹا کے لایا

اگر میں رب سے اپنے جا ملا تو
پھر تم ڈھونڈ لینا کوئی اور سایہ

میں لنگڑا اور اندھا نہیں ہوں
کہ میرا عذر مجھ کو روک پائے

جسے کوئی بھی بیماری نہیں ہے
بھلا وہ کیوں نہ میدانوں میں جائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمد شاه ((اوریا)) وحدت یار
Ahmad Shah Vahdat Yar

ماہنامہ

نصرت الجہاد

نومبر ۱۹۹۰ء

بانی : الحاج مولوی جلال الدین حقانی

چیف ایڈیٹر : الحاج عبدالباری شہرت ننگیال

مدیر : الحاج سید عبداللہ

سال تاسیس : ۱۴۱۱ھ ق ، ۱۳۶۹ھ ش ، ۱۹۹۰ء

جلد نمبر ۱ - شمارہ نمبر ۱ - مسلسل نمبر ۱ - نومبر ۱۹۹۰ء - ربیع الاول ، ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ ق ، عقرب ۱۳۶۹ھ ش

اس شمارے میں

۱- ماہنامہ نصرت کی اشاعت پر الحاج جلال الدین حقانی صاحب کا ...
۲- اداریہ
۳- فرمان الٰہی ج
۴- ارشاد نبوی ﷺ
۵- پاک بھارت جنگ کا احتمال
۶- نور ہدایت کا طلوع
۷- فاتحہ خوانی کے اجتماع سے حقانی صاحب کا خطاب
۸- انٹرویوز
۹- عوام کی جان و مال کی خاطر...
۱۰- خلیج کی تازہ ترین صورت حال
۱۱- مشترکہ اعلامیہ
۱۲- جہادی کمانڈروں کی شوریٰ کا اجلاس
۱۳- حقانی صاحب کا پریس کانفرنس سے خطاب
۱۴- سازشوں اور کٹھ پتلی انتظامیہ کا توڑ
۱۵- کابل ماسکو کے درمیان ہوائی پل
۱۶- جہاد کی تیغ سے ...
۱۷- تعزیت اور ملاقات
۱۸- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی
۱۹- اخبار جہاد
۲۰- قافلۂ راہ حق کے شہداء

پتہ :-
ماہنامہ "نصرت الجہاد"
پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۳
یونیورسٹی ٹاؤن - پشاور - پاکستان

بدل اشتراک

سالانہ چندہ : ۱۰۰/- روپے
ششماہی : ۵۰/- روپے
فی پرچہ : ۹/- روپے

بیرونی ممالک

سالانہ — ۳۰ ڈالر

ماہنامہ "نصرت الجہاد" کی اشاعت پر

جناب الحاج جلال الدین حقانی صاحب کا

پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

چونکہ جہاد افغانستان ایک اسلامی جہاد اور پورے امت مسلمہ کا جہاد ہے اس لئے اس جہاد سے متعلق حوادث، گذارشات اور جہاد کے مقاصد و اہداف کے بارے میں عالم اسلام گہری دلچسپی لے رہی ہے اور جہاد کے تمام جوانب سے متعلق بروقت اور مکمل آگاہی ان کی خواہش اور دلی چاہت ہے۔

ہمارے پاکستانی انصار بھائی سب سے زیادہ جہاد افغانستان سے بہت قریب اور منسلک رہ رہے ہیں، حتیٰ کہ جہادِ افغانستان کو جہاد دفاع پاکستان سمجھتے ہیں اس لئے ان کی بھی خواہش ہے کہ جہاد سے متعلق تمام حالات و واقعات سے باخبر ہوں اور انہیں مجاہدین کی فتوحات، مسئلہ افغانستان سے متعلق کی سیاسی، فوجی اور دیگر امور کے بارے

میں بھرپور معلومات اور آگاہی حاصل ہو دوسری طرف ایسے حلقوں اور عناصر کے مؤثر مقابلے کے لئے جو دشمنوں اور کفری قوتوں کے اشاروں پر جہاد کی مخالفت میں کھڑے ہوئے ہیں اور اس راہ میں بزدلانہ تبلیغات اور پروپیگنڈے پھیلاتے جا رہے ہیں نشر و اشاعت ایک بہترین ذریعہ ہے۔ جس کی وساطت سے افغانستان کے جہاد مقدس کے مقاصد، افتخارات اور آزادی بخش پیغامات کو عوام تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کفری حلقوں کے ناجائز تبلیغات اور سرگرمیوں کا توڑ کیا جا سکتا ہے۔ اور مقابلتاً لوگوں میں جذبۂ جہاد اور احساس قربانی زندہ رہ سکتی ہے

اس بناء پر ہمارے انصار بھائیوں نے کئی دفعہ ہم سے تقاضا کیا کہ جہاد کے گرم مورچوں کی ایک حقیقی ترجمان کی حیثیت سے اُردو زبان میں بھی ایک ماہنامہ کا اجراء کر دیا جائے۔ ان کی آرزو تھی کہ اُردو زبان میں ایک ایسا رسالہ شائع کیا جاتا رہے جو براہِ راست جہادی سنگروں سے رابطہ رکھتا ہو، ایک جہادی رسالہ ہو، مورچے کی سچی خبر ہو۔ جہادی مورچوں کی آواز ہو اور حق و باطل کے میدانِ کارزار کا حیدری نعرہ ہو۔ تاکہ اس طرح ہمارے پاکستانی انصار، دیندار عوام صحیح اور مکمل طور پر جہادی سرگرمیوں اور مجاہدین کی شاندار کامیابیوں سے باخبر رہ سکیں اور جذبۂ جہاد اور شوق شہادت و قربانی زندہ و تابندہ رہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستانی مسلمان عوام نے اپنی امداد اور تعاون کے ذریعے ہمارے برحق جہاد میں بھرپور حصہ لیا ہے اور بے دریغ جانی و مالی قربانیوں کے متحمل

> **یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستانی مُسلمان عوام نے اپنی امداد و تعاون کے ذریعے ہمارے برحق جہاد میں بھرپُور حصہ لیا ہے اور بے دریغ جانی و مالی قربانیوں کے متحمل ہوئے ہیں: الحاجؒ حقانی"**

ہوئے ہیں اس لئے ان کا یہ تقاضا بھی درست ہے کہ جہاد کے واقعات اور افغان مجاہد قوم کی قہرمانیاں اور قربانیاں ایک ایسے طریقے سے ان کے سامنے رکھے جائیں جس سے وہ فائدہ اٹھا سکیں اور پھر وہ لوگوں میں جذبہ جہاد و قربانی ابھار سکیں۔

اسی بناء پر اپنے انصار بھائیوں کی اس خواہش کو ہم نے فرہنگ و ثقافت شعبے میں کام کرنے والے بھائیوں تک پہنچایا اور ان کی توجہ اس سلسلے میں ان کے تعاون کی طرف مبذول کرائی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ثقافت کے شعبے میں کام کرنے والے ہمارے بھائیوں کو یہ توفیق عطا کی کہ وہ اس کام کا آغاز کر سکیں۔

ہم اپنے پاکستانی انصار بھائیوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ماہنامہ "نصرت الجہاد" سے متعلق ہمیں اپنی تعمیری، تنقید، اعتراضات اور اصلاح کے نیک مشوروں سے مستفیض فرمائیں اور اپنے انتقادات و رہنمائی کے ذریعے اس رسالے کی بہتری اور معیاری ہونے کی راہ میں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔

قارئین کرام سے ہمارا یہ بھی تقاضا ہے کہ وہ مجلے کی تقسیم کے بارے میں بھی ہماری اس طرح مدد کریں کہ وہ خود بھی اسے پڑھے اور پڑھنے کے بعد دوسروں کو بھی پڑھائیں۔

ہمیں یہ بھی توقع ہے کہ رسالے کی بروقت اشاعت کے لئے لازم اور مناسب تحریری مواد فراہم کرنے اور اس کی معاشی بنیادیں مضبوط کرنے میں بھی ہمارے قارئین اور انصار بھائی ہمارے ساتھ قلمی اور مالی تعاون سے دریغ نہیں کریں گے۔

و من اللہ التوفیق

مولوی جلال الدین حقانی

اداریہ

جہادی ذرائع ابلاغ میں ایک اور اضافہ

گذشتہ بارہ برسوں سے افغان جہاد دو اہم محاذ پر پوری شد و مد کے ساتھ جاری ہے۔ پہلا محاذ مسلح جہاد سے تعلق رکھتا ہے جہاں کفن بردوش مجاہدین نے بے مثال بے جگری اور جاں فروشی کے ذریعہ عالمی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا اور ایک نام نہاد سوپر پاور کا منہ توڑ دیا۔ دوسرا محاذ جہادی ذرائع ابلاغ کا جو اگر کمزور رہ جاتا تو جہاد کی راہ میں حائل مشکلات میں ناقابلِ تصور اضافہ ہو جاتا۔ خدا کا شکر ہے کہ مجاہدین اس محاذ پر بھی سرخرو نکلے اور پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا دونوں ذرائع کے ذریعہ دنیا کے کانوں اور آنکھوں تک جنگی مورچوں کی خبریں اور تصویریں پہنچاتے رہے۔ جہاد کی بارہ سالہ تاریخ میں پشتو، انگلش، عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں ان گنت رسائل مجلات، اخبارات، پمفلٹ اور کتب چھپ کر پوری دنیا کے عوام کو محاذوں پر پیش آنے والے واقعات و حالات سے اس انداز میں آگاہ کرتے رہے کہ چار دانگ عالم میں جہاد کے برحق ہونے کا غلغلہ بلند ہو گیا۔

جہاد کے ابتدائی دنوں میں ایک وقت ایسا بھی تھا جب دشمن پراپیگنڈہ میں "بھگوڑا" اور "لیٹرا" قرار دینا تھا۔ اسلام کے شیدائیوں اور دین و وطن پر مرمٹنے والوں کو اس قسم کے ناموں سے یاد کرنے کا مقصد محض کردار کشی تھی۔ دشمن چاہتا تھا کہ اس طرح بدنام کر کے مجاہدین اور اس کے حامیوں کے حوصلے پست کر دیئے جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دشمن اپنے اس ناپاک ارادے میں بری طرح ناکام ہوا اور مجاہدین کے جہادی ذرائع ابلاغ نے اس میدان میں بھی روسی سامراجیوں اور ان کے کٹھ پتلی حواریوں کو شکست فاش سے دوچار کر دیا۔

اگر ایک طرف ہمارے غیور مجاہدین نے جذبۂ ایمان سے سرشار ہو کر توپ وتفنگ کے ذریعے دشمنوں کے سینے چھلنی کئے تو دوسری طرف علم وادب وصحافت وابلاغیات کے مردانِ بے لوث نے اپنے موقلم کے ذریعہ اپنے مجاہد بھائیوں کے ایمان افروز کارناموں کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کرکے نہ صرف یہ کہ انہیں انمٹ بنا دیا بلکہ روسیوں اور ان کے حاشیہ برداروں کے مظالم اور وحشیانہ کارروائیاں اور پسِ پردہ ناپاک عزائم بھی عالمی رائے عامہ کے سامنے بے نقاب کر دیئے اور اب اللہ تعالیٰ کا یہ فضل واحسان ہے کہ دنیا مجاہدین کی برحق جدوجہد سے پوری طرح آگاہ ہے۔

ہمارے مجاہد راہنماؤں کی ابتداء سے یہ کوشش رہی ہے کہ قومی زبانوں یعنی پشتو اور دری کے ساتھ ساتھ عربی، انگلش اور اردو زبانوں میں بھی میدان جنگ کی خبریں اور جہاد سے متعلق حقائق منظر عام پر لائے جائیں۔

زیر نظر مجلہ کا یہ پہلا شمارہ بھی اس سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے جو نامور فیلڈ کمانڈر جناب الحاج جلال الدین حقانی صاحب کی ہدایت پر جاری کیا جا رہا ہے۔ یہ مجلہ اردو زبان میں اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعہ پاکستان کے اردو خوان انصار بھائیوں کو جہاد کی تفصیلات اور مسئلہ افغانستان کی صورت حال سے آگاہ کیا جاتا رہے۔

اس نئے اردو مجلہ کا نام کمانڈر الحاج جلال الدین حقانی صاحب نے "نصرت الجہاد" تجویز فرمایا ہے۔ اس وقت جہاد افغانستان ایک نازک موڑ میں داخل ہو رہا ہے۔ ایک طرف افغانستان کے کمانڈر حضرات کی جدوجہد کو وحدت عمل اور یکجہتی کی شکل دی جا رہی ہے۔ دوسری طرف دشمن فرار کے راستے ڈھونڈ رہا ہے اس اہم موقع پر اس مجلہ کا اجراء اس لیے ناگزیر ہے کہ اس کے بغیر پاکستان کے انصار بھائیوں کو جہاد افغانستان کی تازہ ترین سیاسی اور فوجی صورت حال سے باخبر نہیں رکھا جا سکتا۔

ہمارے لیے اردو زبان نئی ہے۔ اس زبان میں کسی مجلہ کا اجراء ظاہر ہے کہ آسان نہیں ہے۔ ہم اس زبان کی باریکیوں اور قواعد سے اچھی طرح آشنا نہیں ہیں۔ اس لیے ہمارے مضامین میں زبان وبیان کے نقائص اور غلطیاں ہو

سکتے ہیں۔ مگر ہم ان کوتاہیوں کے باوجود اردو قارئین تک جہاد کے حالات و واقعات پہنچانا ضروری خیال کرتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ ہم ٹوٹی پھوٹی زبان میں جو کچھ پیش کر رہے ہیں ہمارے انصار بھائی اس کا مطالعہ ضرور کریں گے۔ ہماری حوصلہ افزائی کے لیے بس اتنا کافی ہے۔

ہمارا تجربہ شاہد ہے کہ ماضی میں انگریزی، عربی اور اُردو زبانوں میں جہاد سے متعلق جو مواد اب تک شائع ہوتا رہا ہے وہ زبان و ادب کے معیار پر پورا نہ اترنے کے باوجود دنیا بھر کے عوام کے ذہنوں سے شکوک و شبہات اور خدشات دُور کرنے میں پوری طرح کامیاب رہا ہے۔

افغانستان کی مزاحمت تاریخ کا ایک یادگار باب ہے۔ اس نے دنیا بھر میں کمیونزم کی چولیں ہلا کر رکھ دیں۔ روسی استعمار پسندی کے قدم ہمیشہ کے لیے اکھاڑ دیئے۔ دنیا کی مظلوم اور محکوم اقوام کے جذبۂ حریت اور احساس خودداری کو نئی جلا بخشی۔ اس مزاحمت کے اثرات سے پورا مشرقی یورپ ہل گیا۔ دیوار برلن ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگئی۔ بالٹک ریاستوں میں سیاسی زلزلے آئے اور خود روس کے اندر کی نام نہاد جمہوریتوں کا تیا پانچہ ہوگیا۔۔۔ اور ٹوٹ پھوٹ کا یہ عمل اب تک جاری ہے اور آئندہ بھی انشاءاللہ دیر تک جاری رہے گا۔

مجلہ "نصرت الجہاد" جہاد کی ان تابناکیوں کی عکس ریزی کرنے کے ساتھ تازہ صورت احوال سے بھی قارئین کو آگاہ رکھنے کا فریضہ سرانجام دے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری یہ حقیر کوشش بارگاہِ رب العزت میں شرفِ قبولیت سے سرفراز ہو۔ آمین

اُمّت کی مائیں

"بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم تو اہلِ ایمان کے لئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے۔ اور نبیؐ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں" (سورۃ الاحزاب ۳۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے مسلمانوں کی اپنی منہ بولی مائیں تو کسی معنیٰ میں بھی ان کی، مائیں نہیں ہیں۔

لیکن

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ان کی منہ بولی مائیں ہیں اور اسی طرح ان کے لئے حرام ہیں جس طرح ان کی حقیقی مائیں حرام ہیں۔ یہ مخصوص معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دنیا میں اور کسی انسان کے ساتھ نہیں ہے۔

قرآن مجید کی رو سے یہ مرتبہ تمام ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ جن میں لا محالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں۔ لیکن ایک گروہ نے جب حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد کو مرکزِ دین بنا کر سارا نظام دین الہیٰ کے گرد گھما دیا۔ اور اس بنا پر دوسرے بہت سے صحابہؓ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی ہدف لعن و طعن بنایا۔ تو ان کی راہ میں قرآن کریم کی سورہ الاحزاب کی آیت ۶ جس میں ذکر ہے کہ

وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ

(اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں)

حائل ہو گئی، جس کی رو سے ہر اس شخص کو انہیں اپنی ماں تسلیم کرنا پڑتا ہے جو ایمان کا مدعی ہو۔

فرمانِ نبویؐ

اور یہ فخریہ بات نہیں ہے

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ گھر سے باہر تشریف لائے جب ان کے قریب آئے۔ تو آپؐ نے ان کی گفتگو سنی، کوئی تعجب سے کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا ہے، کوئی کہتا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر براہِ راست گفتگو کی ہے، کوئی کہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہلانے کا شرف بخشا ہے، کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ حضرت آدمؑ کو صفی اللہ کے لقب سے نوازا ہے۔ جب آپؐ باہر تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا میں نے تمہاری تمام گفتگو اور تمہارے تعجب کا معاملہ دیکھا اور سنا۔ کوئی شبہ نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے جیسا کہ تم کہہ رہے تھے اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرفِ ہمکلامی عطا ہوا تھا اور کوئی شبہ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے لقب سے نوازے گئے تھے اور اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام نگاہِ ربوبیت میں خلافت کے لئے منتخب ہوئے۔ لیکن تم کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ میں حبیب اللہ ہوں اور یہ فخریہ بات نہیں ہے اور قیامت میں حمد و ثنا کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا۔ آدم علیہ السلام اور ان کے سوا سب مخلوق ان کے نیچے ہوگی اور یہ بھی فخریہ بات نہیں ہے۔ اور قیامت میں سب سے پہلا مخلوق کی شفاعت کرنے والا رسول میں ہوں اور سب سے پہلے جس کی شفاعت قبول ہوگی وہ رسول بھی میں ہوں اور یہ بھی فخریہ بات نہیں ہے جنت کی کنجی جو سب سے پہلے کھٹکائے گا وہ رسول میں ہوں۔ اللہ تعالےٰ سب سے پہلے میرے لئے جنت کھولے گا۔ اور مجھ کو اس میں داخل فرمائے گا اور اس وقت میرے ساتھ محتاج مومنوں کی جماعت بھی ہوگی اور میں اللہ تعالیٰ کی نظر میں گزری ہوئی اور آنے والی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ معزز و مکرّم ہوں اور اس میں فخر کا کوئی شائبہ نہیں ہے (ترمذی)

تشریح،

صحابہؓ کی ایک جماعت حضورؐ کی گھر سے تشریف آوری سے قبل مختلف انبیاءؑ کے فضائل بیان کر رہی تھی کہ حضورؐ تشریف لے آئے اور آپؐ نے صحابہؓ کی ساری گفتگو سماعت فرمائی۔ صحابہ کرامؓ نے جن جن انبیاءؑ کا ذکر جن اوصاف سے کیا تھا۔ حضورؐ نے اس کی تصویب فرمائی پھر اپنی پیغمبرانہ حیثیت کے بارے میں چند حقائق سے انہیں مطلع فرمایا اور اس لئے فرمایا کہ جن خصوصیات سے آپؐ کو نوازا گیا تھا اور اس کا علم اللہ اور اس کے رسولؐ کے سوا اور کسی ذریعے سے

باقی صفحہ ۱۶ پر

تحریر: ہدایت اللہ ہجرت

سیاسی تبصرہ

پاک بھارت جنگ کا احتمال افغان تحریکِ مزاحمت کے خلاف بطور ہتھیار

ترجمہ: سلطان صدیقی

گذشتہ سردیوں میں جب مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی تحریک تیزی سے زور پکڑ گئی تو پاک بھارت جنگ کے احتمال کی افواہیں پھیل گئیں ان افواہوں میں بھارتی حکمرانوں کی دو توقعات تھیں ایک یہ کہ شاید آزادی کی تحریک بہت جلد ختم کر دی جائے، دوم پاکستان کی سابق وزیراعظم (بے نظیر بھٹو) کے حوالے سے انہیں یہ تسلی تھی کہ وہ اس تحریک کی حمایت و پشت پناہی پر زور نہیں دینگی۔ لیکن ہوا اس کے برعکس۔ ایک طرف تحریک روز بروز پھیلتی اور زور پکڑتی گئی دوسری جانب بے نظیر بھٹو کو عوامی سوچ ذہنیت اور اپنے مخالفین کے دباؤ نے اس بات پر مجبور کر دیا کہ بھارتی توقعات کے خلاف مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر اٹھائے

چنانچہ اس کے بعد یہ سوچ پروان چڑھتی گئی کہ بھارت خود کو بحران سے نکالنے کے لئے پاکستان پر حملہ کرے گا یہاں تک کہ ستمبر یا اکتوبر کے مہینوں میں بھارت کی طرف سے یقینی حملے کی افواہیں گرم تھیں بھارت نے اپنی فضائیہ حملے کے لئے تیار کی اور یہاں تک کہ زمینی دستے پاک بھارت سرحد پر آخری اشارے کے انتظار میں لگا دیں تقریباً مکمل جنگ کی صورت حال تھی اور ایک بھی فائر فضا کی حالت بدل سکتا تھا۔

بعض مبصرین ۶ اگست کو بے نظیر بھٹو کی معزولی کو بھی درج بالا حالات کے تناظر میں دیکھتے ہوئے دونوں کو باہم مربوط کرتے ہیں۔ کیونکہ بے نظیر بھٹو کی حکومت پر سے فوج کا اعتماد اٹھ چکا تھا۔ یہاں تک کہ ایک ممتاز پاکستانی صحافی مشاہد حسین نے اپنے ایک مقالے میں لکھا ہے کہ بے نظیر بھٹو کی معزولی سے پہلے راولپنڈی میں اعلیٰ فوجی جنرلوں کا ایک اجلاس ہوا جس میں ایک جرنیل نے بے نظیر بھٹو کی کابینہ میں شامل ایک وزیر کے بارے میں یہاں تک کہا کہ وہ بھارتی جاسوسی ادارے "را" کا ایجنٹ ہے، چنانچہ فوج اور پاکستان کے دور اندیش صدر مملکت چاہتے تھے کہ جنگ ہونے کی صورت میں اس ملک کا اقتدار با اعتماد لوگوں کے ہاتھوں میں ہو۔

بہر حال اب جب کہ ستمبر کا مہینہ گذر گیا ہے اور اکتوبر کا بھی وسط ہے حالات و واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ فی الحال

جنگ کا فوری خطرہ نہیں ہے اگرچہ اکتوبر کے اوائل میں پاکستانی فوج کے چیف آف سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ کے بیان سے ایک بار پھر حالات کی سنگینی کا اظہار ہوتا ہے۔ جنرل بیگ نے کہا کہ "ملک میں ایک خطرناک تخریبی منصوبہ پکڑا گیا ہے، کشمیر میں پاک بھارتی دستوں کی جھڑپیں بڑھی ہیں اور فائر بندی لائن پر بھارتی فوجوں نے پیش قدمی کی ہے اور ان ہی حالات کے پیش نظر میں نے اپنا چین اور جاپان کا دورہ منسوخ کر دیا ہے"۔

لیکن جنرل بیگ کے اس اظہار کے بعد زیادہ تر مبصرین پاک بھارت جنگ کی فوری خطرات محسوس کرتے ہیں اور اپنے تجزیئے کی حمایت میں خلیج کے بحران سے پیدا ہونے والی صورت حال اور بعض دوسرے امور کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ خلیج میں حالات ایک دھماکے کے قریب ہیں اور کسی بھی وقت معمولی اقدام سے پورا علاقہ آگ کی لپیٹ میں آسکتا ہے۔ ایسے میں اگر اس کے ساتھ برصغیر پاک و ہند میں بھی دو بڑی قوتیں آپس میں لڑ پڑے اور یوں برصغیر اور خلیج کا وسیع علاقہ جنگ کی آگ میں جلنے لگے تو پھر تیسری عالمی جنگ کا راستہ روکنا ناممکن ہے۔ چنانچہ ایسے میں ہوسکتا ہے کہ بھارت موجودہ حالات میں جنگ شروع کرنے کی حماقت نہ کرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ خلیج کے بحران نے تیل کی کمی کا جو مسئلہ کھڑا کیا ہے اس نے عام حالات میں بھارت کو مشکلات سے دوچار کر دیا ہے تو جنگ کی صورت میں تیل کے بے دریغ اور زیادہ استعمال کے مسئلے کی وجہ سے وہ کیسے اس سے عہدہ برآ ہوسکے گا۔

تیسری بات یہ ہے کہ بھارتی حکمران سمجھتے ہیں کہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کے خاتمے کے بعد ان کی جارحیت کو پاکستانی عوام، فوج اور کے ہم آہنگ، مربوط، متحدہ اور مضبوط مزاحمت اور جوابی حملے کا سامنا ہوگا اور سابقہ حکومت کی موجودگی میں تذبذب، تزلزل اور رگڑ بڑ کی جو امیدیں اور توقعات تھیں وہ ختم ہوگئی ہیں، چنانچہ اس مقدمے کے بعد اصل بات کی طرف آتا ہوں جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے کہ خلیج کے بحران نے پاک بھارت جنگ کے فوری خطرے کو دور کر دیا ہے پھر بھی جنگ کے احتمال کے جو دوسرے امکانات اور وجوہات ہیں وہ اپنی جگہ برقرار ہیں۔ میں یہاں اس بات پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر خلیج کی صورت حال بدل جائے اور اس بحران کے اثرات ختم ہو جس نے فوری طور پر بھارت کو پاکستان پر حملے سے روکا ہے تو پھر شاید امریکہ اور روس افغانستان میں اپنے منصوبوں کے نفاذ کے لئے مجاہدین کی تحریک مزاحمت کی حمایت و تائید میں پاکستانی مضبوط موقف سے مایوسی کے بعد پاکستان پر بھارتی حملہ ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرے۔ افغانستان پر روسی جارحیت کے وقت بھارت میں مرارجی ڈیسائی کی حکومت تھی، میں ڈیسائی کی شخصیت اور حکومت و سیاست کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں رکھتا، لیکن اتنا سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے شہید صدر جنرل ضیاء الحق نے انہیں پاکستان کے ساتھ اچھے روابط کا نشان دیا تھا اور بے نظیر بھٹو نے ان سے وہ واپس لے لیا۔ چنانچہ شہید جنرل ضیاء کے برعکس اقدام سے یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگتی کہ مسٹر ڈیسائی روسی مرضی و مزاج کے موافق بالکل نہ تھے۔ لیکن افسوس کہ ڈیسائی کی حکومت زیادہ عرصے باقی نہ رہی وہ ختم ہوئی اور اس کی جگہ اندرا گاندھی کی حکومت بنی۔

اندرا گاندھی علاقے میں بھارتی عظمت، وسعت طلبی اور پاکستان دشمنی کی سیاست کی علمبردار تھیں، غالباً ان کی اس حکومت کا آغاز تھا کہ روسی حکمران برژنیف نے نئی دہلی کا دورہ کیا، اس دورے کا بڑا مقصد اندرا گاندھی کو پاکستان پر حملہ کرنے کے لئے اکسانا اور آمادہ کرنا تھا۔

ظاہر ہے اس طرح برژنیف چاہتا تھا کہ پاکستان کو خراب کر کے مجاہدین کو جارحیت کے مقابلے میں میدان میں یک و تنہا کر دے افسوس کہ میرے پاس اس وقت کے

حالات اور تجزیئے کے لئے مواد نہیں اور کہہ نہیں سکتا کہ کیا حالات وجوہات تھے کہ برژنیف اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ البتہ اس کے بعد ہمارے مسلمان ملت کی تحریک کے خلاف اندرا گاندھی کا نادوا سیاسی موقف، پاکستان میں بھارت کی تخریبی کاروائیاں اور کابل کی کٹھ پتلی حکومت کی حمایت کی سرگرمیاں آشکارا ہوئیں۔

پھر ۱۳۶۵ ہجری شمسی ۱۹۸۶ کے موسم خزان کے اواخر یا موسم سرما کا آغاز تھا جب روس کے نئے سربراہ گورباچوف نے بھارت کا دورہ کیا۔ یہ وہ وقت تھا جب افغانستان میں روسی جارح فوجوں اور مجاہدین کے درمیان باقاعدہ لڑائی شدت اور تیزی سے جاری تھی، روسیوں نے اپنے تمام تر امکانات و وسائل کے ساتھ جدید ترین اسلحہ سے مسلح بے رحم اور وحشی سترہ ڈویژن فوج افغان مجاہدین کے مقابلے کے لئے میدان جنگ میں اتاری تھی۔ مجاہدین نے بے حساب اور بھاری قربانیوں کے ذریعے غیر مسلح ہونے کے باوجود ایک مضبوط اور تکنیکی جنگ کے ذریعے کامیابی کے مراحل تک نئے قدم اٹھا۔ روس اور پوری دنیا کے انتظار کے خلاف نہ صرف جنگ کی طوالت بلکہ افغان قوم کی مزاحمت کے روز افزوں کامیابی اور قوت نے کریملن اور روسی فوجی قیادت کو مسلسل تشویش اور پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا۔ یہ ایک عام بات نہیں تھی اور ان کے کانوں میں مستقبل میں سرخ فوج کی ناقابل شکست ہونے کا ریکارڈ ٹوٹنے کی گھنٹی بج رہی تھی اور ایک ناتوان مومن قوم کے ہاتھوں ان کی خوفناک اور ہیبتناک ظلم کے خاتمے کے آثار واضح تھے۔ کہا جاتا ہے کہ چرننکو کی تدفین کی رسومات کے خاتمے کے بعد جب شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق گورباچوف سے ملاقات کر رہے تھے، تو گورباچوف نے تمام تر سفارتی اور مہمان نوازی کے اداب کے خلاف بڑے سخت اور غیر ادبی لہجہ میں ان سے کہا کہ اپنی چوکیاں سمیٹ لو تمہاری چوکیاں دریائے آمو تک پہنچ گئی ہیں ہمارا حوصلہ ختم ہونے والا ہے،

گورباچوف کی ان باتوں کے بعد اپنے ملک واپسی کے بعد شہید جنرل محمد ضیاء الحق کا ردعمل کیا تھا یہ ایک الگ بحث ہے اور یہاں اس کے ذکر سے ہم اصل موضوع سے دور چلے جائیں گے۔ اس وقت گورباچوف نے اپنے فوجی افسروں سے کہا کہ افغانستان میں مزاحمت کی تحریک کو کچلنے کے لئے ان کے پاس تین سال ہیں اور اس کے بعد اس جنگ کا دوام ماسکو کے بس سے باہر ہے، اس عرصے میں اپنی تمام تر قوت، صلاحیت اور اسلحہ استعمال کرنے کے لئے حالات سازگار اور وسائل موجود ہیں اور ضرورت اس بات کی ہے کہ اس عرصے کے دوران اپنی قوت مجتمع کر کے مزاحمت ختم کر کے اس مسئلے کو مکمل کیا جائے۔

گورباچوف نے ان حالات میں ایک طرف بھارت کا دورہ کیا وہ چاہتا تھا کہ پاکستان پر بھارتی حملے کے ذریعے افغان مجاہدین پر برتری حاصل کرے، اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ بھارت صرف اس مقصد کے لئے پاکستان پر حملہ کر رہا تھا بلکہ اس کا مقصد پاکستان کو تقسیم کر کے علاقے میں اپنی برتری حاصل کرنا اور ساتھ ہی بھارت میں آزادی کی تحریکیں کمزور کر دینا تھا تاہم اگر ایسا ہو جاتا تو یہ روسیوں کی سب سے بڑی کامیابی ہوتی۔ بھارت کے مشہور قلم کار جو دفاعی امور کے سلسلے میں تالیفات میں ممتاز حیثیت کے مالک ہیں نے ۱۹۸۷ء کے اوائل میں اپنی ایک کتاب میں پاکستان پر بھارتی حملے کے منصوبے اور اس سے بعد میں پسپائی کا انکشاف اس طرح کیا ہے کہ ۱۹۸۶ء میں بھارت کی براس ٹیکس نامی فوجی مشقوں کا اصل مقصد پاکستان پر حملہ کرنا تھا، براس ٹیکس منصوبہ حقیقتاً ۱۹۸۳ء میں ترتیب دیا گیا تھا۔ اور اس کے تحت یہ چھوٹی مشقیں کی گئی تھیں، دسمبر ۱۹۸۶ء میں اس پر عمل درآمد کے وقت اس کا ایک نیا رخ آشکارہ ہوا وہ یہ تھا کہ فوج کے چیف آف سٹاف جنرل سندرجی اور ملک کے دوسرے راہنما یہ سوچنے لگے کہ یہ مشقیں پاکستان کے خلاف ایک حقیقی حملے میں بدل دیئے جائے، منصوبہ یہ تھا کہ

تیرہ ڈویژن فوج پاکستانی علاقے سندھ میں داخل کی جائے۔ جو تین دنوں میں میرپور خاص اور پانچ دنوں میں حیدرآباد پر قبضہ کر لیں اور یوں سندھ کو پاکستان سے جدا کر لیں لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ اور یہ اس لئے کہ بعض حالات ایسے پیش آئے کہ بھارت نہ صرف جنگی مشقیں منسوخ کرنے پر مجبور ہوا بلکہ اس بات پر بھی مجبور رہا کہ اس سلسلے میں پاکستانی تقاضے کے مطابق یقین دہانی کرا دے کہ یہ صرف جنگی مشقیں ہیں اور کسی بھی طور سے عملی جنگ نہیں ہے اور بجائے اس کے کہ پاکستان بھارت کے سامنے سر جھکائے خود بھارت پاکستان کے آگے سر جھکانے پر مجبور ہوا۔

اس وقت جو کچھ حالات پیش آئے وہ یہ تھے کہ جب بھارت نے نومبر ۱۹۸۶ء کے اواخر میں سرحدوں پر فوجی ساز و سامان کی منتقلی میں معمول سے زیادہ اضافہ کر دیا تو پاکستان نے خطرہ محسوس کیا اور بھارت سے وضاحتیں مانگنی شروع کی۔ بھارت نے صرف اتنا کہا کہ معمول سے کچھ زیادہ مشقیں ہیں اور اس میں مغربی سرحدوں پر موجود فوجی دستوں کو شامل کیا جا رہا ہے، چنانچہ پاکستان نے جنگی مشقوں کی تفصیلات مانگنی شروع کی بھارتی فوجی حکام دسمبر کا پورا مہینہ جنگی مشقوں کی تفصیلات دینے سے احتراز کرتے رہے، لیکن پاکستان ان مشقوں کے مقاصد سے ہوشیار ہو گیا تھا اور سمجھتا تھا کہ یہ مشقیں نہیں بلکہ حملہ ہو گا اس لئے تفصیلات مانگنے کے ساتھ خود بھی سرحدوں پر فوج تعینات کی اور فوجی ساز و سامان منتقل کر دیا۔ اگلے سال جنوری کے وسط میں پاکستان کو یقین ہو گیا کہ بھارت نے پاکستان پر جنگ کا منصوبہ ترتیب دیا ہے پاکستان بھارت کی فوجی قوت کے مقابلے میں اپنی غیر متوازن قوت کی وجہ سے کوئی ایسا اقدام نہیں کر رہا تھا جس سے جنگ شروع ہو جاتی، چنانچہ اس سلسلے میں ایک اور راہ اختیار کی جو معقول اور کامیاب ثابت ہوئی۔ ایک ڈویژن فوج اور چند بریگیڈ پر مشتمل دستے جو رحیم یار خان اور سکھر کے درمیان مشقوں میں مصروف تھے کو شمالی محاذ پر بھیج دیا گیا۔ پاکستانی فوجوں کی یہ نقل و حرکت اتنی سرعت کے ساتھ ہوئی کہ پٹھان کوٹ، فیروزپور اور فاضلکا پر کامیاب حملہ کر سکتے تھے۔ پاکستان کی اس سادہ حرکت سے بھارت اس قدر خوفزدہ ہوا کہ نہ صرف فوری طور پر اپنی فوجی نقل و حمل روک دی بلکہ فوجوں کی پسپائی پر پاکستان کے ساتھ بات چیت کے لئے بھی تیار ہوا۔

اس کے بعد بھارت نے اپنی مشقیں شرقاً غرباً جس میں پاکستان پر حملہ آسان تھا شمالاً جنوباً کر دی۔ نیز مشقوں میں حصہ لینے والی فوجوں کی تعداد بھی کم کر دی اور نئی دہلی میں تعینات پاکستان سفیر سمیت غیر ملکی مبصرین کو ان مشقوں کی نگرانی کی دعوت دی، سوال پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان کے دو ڈویژن فوج کی نقل و حرکت نے کیوں بھارت کو اس قدر خوفزدہ کر دیا؟ وہ اس لئے کہ پاکستان نے خبردار کیا تھا کہ بھارتی فوجی تعداد، ساز و سامان اور وسائل کی موجودگی میں ہم سندھ کا دفاع نہیں کر سکتے اگر بھارت چاہتا ہے کہ سندھ پر قبضہ کر لے تو ہم مشرقی پنجاب پر قبضہ کر لیں گے کیونکہ سکھ ہمارے ایک عام حملے کی صورت میں بھی اٹھنے کے لئے تیار ہیں، اس لئے ہم سندھ خالی کرتے ہیں صرف چند دفاعی بریگیڈ چھوڑ رہے ہیں جو بھارتی پیش قدمی کو مؤخر کر دیں لیکن پنجاب میں ہم توپخانے اور افرادی برتری رکھتے ہیں اور اگر ایک بار راستہ حاصل کر لیا تو پھر کشمیر بھی ہمارے ساتھ آ ملے گا۔ چنانچہ آگے بڑھو جو کچھ کر سکتے ہو کر دو۔

یہ تھا اس انکشاف کا ایک حصہ جو گوربچوف کے دورہ بھارت کے بعد پاکستان پر بھارتی حملے کے حوالے سے اب منظر عام پر آیا ہے۔ اس طرح یہ بات بھی کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ اس وقت جب شہید ضیاء الحق کرکٹ میچ دیکھنے بھارت گئے تو اس قسم کے تمام تر پروپیگنڈوں کہ گویا انہوں نے بھارت کے سامنے اپنی کمزوری کی سیاست اپنائی ہے نیز بھارتی وزیر اعظم راجیو گاندھی کی تمام تر بے مروتی اور بد اخلاقی صرف ایک اہم مقصد

کے لئے قبول کی۔ "وہ اہم مقصد یہ تھا کہ نئی دہلی سے روانہ ہوتے وقت انہوں نے پاکستانی سفارت خانے سے راجیو گاندھی کو فون کیا۔ اور پانچ منٹ کا وقت مانگا اور جب ملنے گیا تو علیک سلیک کے ساتھ انہیں قطعی اور واضح الفاظ میں کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ میرے ملک پر تم نے حملے کے لئے اپنی فوجیں جمع کر دی ہیں۔ لیکن سنو اگر ایسا ہوا تو میں اس جگہ جہاں ہم اور تم کھڑے ہیں۔ ایٹم بم گرا دونگا پھر جو کچھ ہوگا، دیکھا جائے گا۔ نتائج کی پروا نہیں کرتا۔ شہید ضیاء الحق جب نئی دہلی سے واپس پہنچے تو لاہور ائیرپورٹ پر اخبار نویسوں کو بتایا کہ آپ نے صدر کا چھکا نہیں دیکھا۔

ان دنوں ایک اور عجیب کام ہوا مشہور بھارتی صحافی کلدیپ نیر انگریزی روزنامہ مسلم کے اسی وقت کے ایڈیٹر مشاہد حسین کے ہمراہ مشہور پاکستانی سائنسدان اور ایٹمی توانائی کے پروگرام کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے ملنے گیا جس نے چائے پینے کے دوران ڈاکٹر قدیر کو چھیڑتے ہوئے ڈرانے کی کوشش کی اور کہا کہ چاہیئے کہ پاکستان ایٹم بم بنانے کی سوچ ذہن سے نکال دے۔ بھارت ایک بڑا ملک ہے اگر آپ ایک بم بنائیں گے تو ہم دس بنائیں گے۔ اور اگر آپ دس بنائیں گے تو ہم سو بنائیں گے۔

ڈاکٹر قدیر نے اسے جواب دیا کہ تمہیں ایک سو نہیں صرف تین کی ضرورت ہے اسلام آباد کراچی اور لاہور کے لئے اور ہمیں دس کی نہیں صرف چار کی ضرورت ہے یعنی دہلی بمبئی، کلکتہ اور مدراس کے لئے۔ حالانکہ ہم اس پوزیشن میں ہیں کہ ہمیں پانچ بم تیار کرتے میں کوئی مشکل یا رکاوٹ درپیش نہیں ہے۔ اگر تم لوگوں نے کوئی شرارت کی تو ہم منہ توڑ جواب دیں گے۔ یہ بات بھارتی ذرائع ابلاغ میں چھپ گئی۔ جس نے بھارت پاکستان اور پوری دنیا میں تہلکہ مچا دیا اور اس سلسلے میں منفی پراپیگنڈے شروع ہوئے کہ پاکستان اپنے ان تمام دعووں کے خلاف کہ وہ ایٹم بم بنانا نہیں چاہتا اور اس کا ایٹمی پروگرام پُرامن ہے۔ پانچ ایٹم بموں کا مالک ہے۔ بھارتی حکمرانوں پر اس سے شدید خوف مسلط ہوا پاکستان میں یہ اعتراضات ہونے لگے کہ ایک اہم راز کیوں افشا ہوا۔

ان تمام باتوں سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ۱۹۸۶ کے موسم سرما میں روس چاہتا تھا کہ بھارت کے راستے سے ایک خطرناک سازش کے ذریعے پاکستان کو تباہ اور افغان عوام کی تحریک مزاحمت ختم کر دے۔ پاکستان کے مایہ ناز قائد شہید جنرل محمد ضیاء الحق نہیں چاہتے تھے کہ ایسے حال میں جب کہ افغان عوام اپنی تحریک آزادی کے نازک دنوں میں قابل فخر جنگ میں مصروف ہیں، پاکستان بھارت کے ساتھ جنگ میں پھنس جائے، چنانچہ اس مقصد کے لئے دشمن کو درج بالا مختلف حربوں سے جنگ سے پسپائی پر مجبور کر دیا۔

گذشتہ دو سالوں کے دوران عالمی سیاست میں جو تبدیلی آئی ہے یعنی روس اور امریکہ کی دشمنی دوستی میں بدل گئی ہے اور اب دونوں اسلام کو اپنا مشترکہ دشمن سمجھتے ہیں۔ امریکہ کمیونزم کے خطرے سے بچ گیا۔ امریکہ پاکستان کی جو ضرورت محسوس کر رہا تھا باقی نہیں رہا۔ پاکستان کے مقابلے میں یورپ و امریکہ کی توجہ بھارت میں بڑھ گئی افغانستان میں ماسکو اور واشنگٹن کا مفاد ایک ہوا۔ ان تمام مسائل اور انکشافات سے پاکستان کے مسلمان وطن دوست اور دوراندیش قوتیں، حلقے اور شخصیات اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ پاکستان کی قومی مفاد، سالمیت اور استحکام اس میں ہے کہ وہ افغان مجاہدین اور ان کے اہداف کے ساتھ مکمل حمایت و تائید کرے اور افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام میں ان کے ساتھ پورا تعاون کرے، موجودہ مخصوص عالمی حالات انہیں اس بات پر مجبور کر رہے ہیں کہ وہ اپنی تمام تر قوت بروئے کار لا کر اپنے ہمسایہ ملک میں ایک آزاد خودمختار اور مجاہد افغانستان قائم کرے، حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ رجحان اور ذہنیت اب سوچ کی سطح سے عمل کے میدان میں نکلا ہے یا نکل رہا ہے، اگر

اللہ چاہے اور یہی حالات برقرار رہے پھر روس، امریکہ اور ان کے حامی سمجھ جائیں گے کہ حالات بڑی تیزی سے ان کے ہاتھوں سے نکل رہے ہیں ایسے میں شاید وہ مشترکہ طور پر اسی ہتھیار سے کام لے کہ بھارت کو پاکستان پر حملہ کرنے پر اکسائے۔

اگرچہ بعض تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ خلیج کے بحران میں امریکہ پاکستان اور خصوصاً اس ملک کی فوجی حمایت کی ضرورت محسوس کرتا ہے اور مغرب بھی یہی چاہے گا۔ کہ جنوبی ایشیا میں طاقت کا توازن بگڑنے سے روکنے کے لئے پاک بھارت جنگ کی مخالفت کرے۔ پہلی بات کے بارے میں ہم نے پہلے اشارہ کیا ہے کہ خلیج کے بحران نے عارضی طور پر پاک بھارت جنگ چھڑنے میں رکاوٹ ڈالی ہے لیکن ہمیں یہ خلجہ ہے کہ خلیج کا بحران زیادہ طویل نہیں ہوسکتا اور بہت جلد یا تو ایک جنگ پر منتج ہوگا یا پھر صلح ہو جائے گی۔

جنگ کی صورت میں جنوبی ایشیا کے مستقبل کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ لیکن صلح کی صورت میں اس بات کا قوی احتمال ہے کہ امریکہ اور روس پاکستان کے خلاف بھارتی حملے کا کارڈ استعمال کرے اس کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مجاہدین موجودہ سازگار حالات سے فائدہ حاصل کرے، خود کو منظم کرے امریکی نفوذ کے راستے بند کردے۔ کابل کٹھ پتلی حکومت کے خاتمے کے لئے بھرپور کاروائی کرے اور اپنی فوجی قوت اس طرح تیار اور متحرک کردے کہ شمال سے کوئی پاکستان کی طرف بری نگاہ سے بھی نہ دیکھ سکے ان تیاریوں سے ممکن ہے کہ بیرونی طاقتوں کو اپنے منصوبوں پر عمل کرنے سے روکا جائے یا اگر عملاً جنگ ہو تو انہیں سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے۔

بقیہ :...

اور یہ فخریہ بات نہیں ہے

ممکن نہیں آپ نے اپنی حیثیت کے بارے میں ہر حقیقت کے ساتھ فرمایا ولا فخر یعنی یہ فخریہ بات نہیں۔ میں جو کچھ بیان کر رہا ہوں وہ صرف اظہار حقیقت ہے کسی فضیلت کا بیان نہیں۔

اپنی پیغمبرانہ حیثیت کے بارے میں آپ نے جن حقائق کا اظہار فرمایا وہ حسب ذیل ہیں۔

- آپ حبیب اللہ ہیں۔
- قیامت کے دن حمد و ثنا کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔
- ساری مخلوق اس جھنڈے تلے ہوگی
- قیامت میں مخلوق کی شفاعت کرنے والے سب سے اول آپ ہوں گے اور جس کی شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی وہ بھی آپ ہوں گے۔
- اول و آخر کی تمام مخلوق میں اللہ کی نگاہ میں سب سے معزز و مکرم آپ ہیں۔

یہ سب حقائق ہیں اور فخر و مباہات کا اظہار نہیں۔

آپ نے مزید انکشاف فرمایا کہ جنت میں داخلے کے وقت آپ کے ساتھ حدیث کے الفاظ میں فقراء المومنین بھی ہوں گے اس سے مراد بے کس و نادار اہل ایمان ہیں جو دنیوی اعتبار سے اونچی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ یہاں اشارہ ہے۔ کہ آخرت میں آپ کی معیت اہل سرمایہ اور دنیاداروں کو نہیں بلکہ کم استطاعت اور دنیوی اعتبار سے نچلے درجے کے لوگوں کے نصیب میں ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ دین کی نگاہ میں دنیا کی کیا وقعت ہے۔

نورِ ہدایت کا طلوع

ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا دعائے خلیلؑ اور نوید مسیحا

تحریر: سید عبداللہ

پیر کا دِن ۱۲ ربیع الاول وہ فرخندہ اور بابرکت دِن ہے۔ جس میں بی بی آمنہ کے ہاں ولادت باسعادت ہوئی۔

۱۲ ربیع الاول کا دِن عالمِ اسلام کے لئے انتہائی فضیلت و اہمیت کا حامل ہے اس پُرفیض دِن ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ، عبدالمطلب کے پوتے عبداللہ کے نورِ نظر اور بی بی آمنہ کے جگر گوشہ ہادی برحق نورِ مجسم، خیرالبشر فخرِ موجودات، خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ حضرت مصطفیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سرزمینِ حجاز مکۃ المکرمۃ میں پیدا ہوئے۔

جب پوری کائنات اندھیروں میں بھٹک رہی تھی۔ جب دنیا گناہوں کی آلودگی میں لتھڑی ہوئی تھی، عزت و آبرو کے آبگینے چور چور ہو رہے تھے انسانیت کا ادب و احترام دلوں سے نکل چکا تھا۔ باطل کا زور تھا۔ جہالت کی فرسودہ رسومات زوروں پر تھیں ان کی جہالت اور خون آشامی ضرب المثل تھی اور جہاں ذلالت، جہالت بدتمیزی، بے حیائی، ظلم و ستم اور استبداد نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ شرم و حیا کو سمندر کے حوالے کر دیا گیا تھا، معصوم بچوں کا گلا گھونٹ کر پیوند خاک کر دیا جاتا خون آشام تلواریں معمولی معمولی باتوں پر میانوں سے باہر آ جاتی تھیں۔ مرکز انسانیت جس کو ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے اس واسطے تعمیر کیا تھا کہ اس میں خدائے واحد کی کبریائی بیان کی جائے، مگر بے جان اور بے اختیار بتوں نے خدائے واحد کی جگہ سنبھال رکھی تھی اور بیت اللہ کو بیت الاصنام بنا کر رکھ دیا تھا۔ جہالت کی تاریکیوں میں انسانیت کی عالمگیر گہرائیوں اور ہولناک تاریکیوں میں ایک نورِ مجسم بلکہ انسانیت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں بارہ ربیع الاول کو چمکا۔ مکہ کی گلیاں مرحبا مرحبا کہہ کر پکارتی ہیں۔ مکہ کی گلیوں میں انقلاب آفرین کی صدا گونج اٹھتی ہے اقلیم و قلوب کی مرجھائی ہوئی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہو جاتی ہیں، انسانیت مسکرا اٹھتی ہے، انسانوں کے خون سے نہانے والی تڑپتی مچلتی تلواریں میانوں میں واپس چلی جاتی ہیں اور انسانیت کو حسن سے آشنا کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر یہ صدا گونج اٹھتی ہے۔ تہذیب و تمدن کا گلستان مہک اٹھتا ہے۔ گلشنِ زندگی

میں شرف کے گل کھل اٹھتے ہیں۔

جآء الحق وزھق الباطل

ان الباطل کان زھوقاً

بہاریں جھومنے لگتی ہیں، علم و عمل کے درخشاں موتیوں سے انسانیت کی گود بھر دی جاتی ہے۔ بے چین روحوں کو قرار آجاتا ہے۔ بھٹکے ہوؤں کو منزل مل جاتی ہے، امن بستیوں میں بسیرا کر لیتا ہے اور جہالت پسپائی پر مجبور ہو جاتی ہے۔

درس دل اس نے دیا درس نظر اس نے دیا
آدمی کو آدمیت کا ثمر اس نے دیا

عیاری، منافقت، بدعہدی اور بددیانتی کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی جاتی ہے۔ بے جان اور بے اختیار خداؤں کی خدائی ختم ہو جاتی ہے، خدائے واحد کی توحید کے نغمے فضاؤں میں ارتعاش پیدا کر دیتے ہیں۔

ایک وہی ہے رب کی ذات
جس کے ہاتھ میں موت و حیات
کل کا مالک وہ تنہا
لا الٰہ الا اللہ

شب ظلمت ضیائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منور ہونے لگتی ہے آپؐ نے اپنے گھرے دشمن کو اپنی تعلیمات سے گہرا دوست بنا لیا۔ باپ کو بیٹے سے شفقت کا درس دیا اور بیٹے کو باپ کی عزت کا درس دیا، ظالموں کو رحم دل بنایا۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ میں فخر آدمؑ ہوں، شجاعت نوحؑ ہوں، فطرت اسماعیلؑ ہوں، شفائے مسیحاؑ ہوں اور حسن یوسفؑ ہوں، مجھے جان لو۔ سرمدی فلاح تمہاری قدم بوسی کرے گی، او رآؤ پھر ہم بھی اسی نبیؐ کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنائیں، جس کو اپنانے سے عرب کے بدو ستاروں کے جھرمٹ بن گئے۔ اور جب گلہ بانوں نے اپنایا تو فتح عالم بن گئے۔

ایسی زندگی کا آغاز کیجئے۔ جو ہر گروہ انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو وہ صرف محمدؐ عربی کی سیرت ہے۔ اگر دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو۔ اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد نبوی کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو۔ اگر تنہائی و بے کسی کے عالم میں حق کی منادی کا فرض سرانجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار و مددگار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ تمہارے سامنے ہے۔ اگر یتیم ہو تو عبداللہ کے جگر گوشے کو نہ بھولو۔ اگر تم جوان ہو تو نبیؐ کی سیرت پڑھو۔ اگر عدالت کے قاضی اور پنچایت کے ثالث ہو تو کعبہ میں طلوع آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو جو حجر اسود کو کھڑا کر رہا ہے۔ اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو عائشہؓ خدیجہؓ کے مقدس شوہر حیات پاک پڑھو، غرض تم جو کوئی بھی ہو۔ تمہاری زندگی کے لئے بہترین نمونہ تمہاری سیرت کی درستگی ہے۔ اصلاح کے لئے تمہارے ظلم خانے کے لئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانے میں ہر وقت مل سکتا ہے آپؐ میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں۔ جو سابقہ انبیاء میں تھیں۔ آپؐ حضرت یوسفؑ کی طرح صاحب جمال، حضرت ایوبؑ کی طرح صابر، حضرت سلیمانؑ کی طرح صاحب اقتدارؑ حضرت خلیلؑ کی طرح مہاجر اور حضرت داؤدؑ کی طرح صاحب تاج بھی تھے۔ آپ قلب سلیم بھی ہیں۔ امانت و صداقت کا یہ عالم ہے کہ عمر فاروقؓ عدالت نبویؐ کے قاضی بنتے ہیں سخاوت کا یہ عالم ہے کہ عثمانؓ جیسے عظیم نوجوان سے سخاوت و فیاضی کے دریا بہا دیتے ہیں، شجاعت و دلیری کا یہ عالم ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا اور سید الشہداء امیر حمزہ اور خالد بن ولید بہادری کے جوہر دکھاتے ہیں۔ رعب کا یہ عالم ہے کہ دشمن کے ہاتھ سے تلوار گر پڑتی ہے فقر و فاقہ کا یہ عالم ہے کہ خدا تک کو فرمانا پڑتا ہے۔ المزمل قم اللیل الا

قلیلاً. سادگی کا یہ عالم ہے کہ بکری کا دودھ لیتے ہیں اپنے جوتے خود مرمت کرتے ہیں۔ آپؐ کے ذکر کی کیا شان ہے کہیں وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَکَ ہیں" اخلاق کی کیا شان ہے" کان خلقہ القرآن' بن جاتے ہیں۔ اور کہیں رحمۃٌ للعالمین کی حقیقت قرآن پاک ظاہر کرتا ہے۔

نبی بن کر امام آئے تھے اپنی اپنی امت کے مگر میرا نبی بن کر رسولوں کا امام آیا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو انقلاب لائے وہ انقلاب عالمگیر سے موسوم ہے۔ ہر ایک نے انسان کو جوں کا توں رکھ کر خارجی نظام کو بدلنے کی تدابیر کی ہیں۔ لیکن ہر وہ تبدیلی حقیقی مسائل حیات کو حل کرنے میں رائگاں رہی جو انسان کو اندر سے بدلنے میں کارگر ثابت ہوئی۔ حضورؐ جو انقلابی تبدیلی لائے اس کا سب سے بڑا اور اہم پہلو یہ ہے کہ انسان اندر سے بدل گیا انسانی روپ میں جو خواہش پرست حیوان پایا جاتا تھا۔ وہ کلمہ حق کے اثر سے مٹ گیا اور اس کی راکھ سے ایک خدا پرست اور با اصول انسان ابھر آیا۔ یہ ہادی اکبرؐ کے انقلاب کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت عمرؓ جیسا مکہ کا ایک میخوار نوجوان بدلا۔ تو پھر کہا پہنچا، فقار میں تبدیلی آئی، تو کس شان سے آئی۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کو لیجئے کہ کیا انقلابی جذبہ تھا کہ کعبہ میں کھڑے ہو کر جاہلیت کو چیلنج کیا اور راہ حق میں کس طرح مار کھائی۔ نبینہ اور سمیعہ جیسی کنیزوں کی انقلابی شجاعت و عزیمت پر نگاہ ڈالئے نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیارؓ کی جرأت کا اندازہ کریں تو دل مچل جاتا ہے۔ عام آدمی کو ہر تبدیلی کی چکی میں بڑی بے رحمی اور سنگدلی سے پیسا جاتا ہے۔

عرب کا تاریک ترین ماحول جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا میدان کارزار بنا ناقابلِ بیان ہے۔ وہاں عاد و ثمود کے ادوار میں اردن اور یمن کی حکومتوں کے سائے میں اگر تہذیب و تمدن کی روشنی نمودار ہوئی بھی تو اسے گل ہوئے مدتیں گزر چکی تھیں۔ تمدن کی صبح ہنوز جلوہ گر نہیں ہوئی تھی اور نہ انسانیت خوابِ غفلت سے بیدار ہوئی تھی، ہر طرف انتشار تھا، انسان اور انسان کے درمیان ٹکراؤ اور تصادم تھا، قریش مکہ نے بت پرستانہ اور کافرانہ مذہب کے ساتھ کعبہ کی مجاوری کا کاروبار شروع کر رکھا تھا۔ باقی ماندہ عرب تفکری الجھن میں مقید تھا۔ مکہ اور طائف کے مہاجنوں نے سود کے جال پھیلایا، رؤساتے غربا اور کمزوروں کو بھیڑ بکریوں کا درجہ دے رکھا تھا اور کمزور قوت والوں کے قدموں میں سجدہ ریز تھے۔

یہ تھے وہ حالات جن میں حضورؐ کی انقلابی مشعل رشد و ہدایت یکایک ابھر آئی ہے اور ابن الوقت کے پیدا کردہ تمدنی بحرانوں کی تاریکیوں اور جہالت کا سینہ چیر کر ہر طرف اجالا کر دیتی ہے ایسے مایوس کن حالات میں کوئی دوسرا ہوتا۔ تو یقیناً زندگی سے کنارہ کشی کرتا۔ چونکہ دنیا میں ایسے صالح اور نیک لوگ بکثرت تشریف لائے جنہوں نے بدی سے نفرت کی مگر وہ بدی کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو سکے وہ اپنی جان کی سلامتی کے لئے تہذیب و تمدن سے روپوش ہو کر غاروں میں پناہ گزین ہوئے۔ مگر اس کے برعکس حضورؐ نے انسانیت کی نیا کو طوفانی موجوں میں ہچکولے کھاتے چھوڑ کر اپنی جان کی سلامتی کی فکر نہ کی بلکہ ہلاکت انگیز گرد ابوں سے لڑ کر ساری اولادِ آدم کے لئے راہ نجات تلاش کی آپؐ نے تمدنی کشتی کی پتوار سنبھالی اور پھر اسے ساحلِ مراد کی طرف رواں دواں کر دیا۔

دراصل حضورؐ کے پیشِ نظر جہاں اعتقادی اور اخلاقی انقلاب تھا وہاں سیاسی انقلاب بھی پوری اہمیت کے ساتھ تھا۔ جہاں فرد کی اصلاح مطلوب تھی۔ وہاں تمدن کی درستی بھی مقصود تھی بالفاظِ دیگر حضورؐ نے انسان کو ایک اجتماعی وجود کی حیثیت سے سامنے رکھا

اور اس کی اصلاح جملہ تمدنی رابطوں سمیت کرنا چاہی۔ تاریخ ایسی کوئی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے کہ فاسد قیادت کے تحت کوئی نظام پروان چڑھا اور بغیر کسی سیاسی کش مکش کے محض وعظ و تبلیغ اور انفرادی اصلاح کے کام سے اجتماعی انقلاب رونما ہوا ہو۔

اس عظیم ہستی کی قیادت میں جو انقلاب برپا ہوا اور جو معاشرہ تشکیل دیا گیا وہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ وہ نظام حق چلا کہ جس نے اگر بندش شراب کی منادی کی تو بہترین شرابوں کے مٹکے گلیوں میں پھینک دیئے گئے۔ جس نے اگر جہاد کے لئے پکارا تو نو عمر لڑکے ایڑیوں پر کھڑے یہ کوشش کرتے دکھائی دیئے کہ وہ لوٹائے جانے سے بچ جائیں۔ جس نے اگر چندہ طلب کیا تو حضرت عثمان رضی جیسے فدائیوں نے مال سے لدے ہوئے اونٹوں کی قطاریں لا کر کھڑی کر دیں اور حضرت ابوبکر رضی نے اپنی ساری متاع تحریک کے قدموں میں ڈال دی۔ جس نے اگر مہاجرین کی بحالی کے لئے انصار کو پکارا۔ تو انہوں نے دل و جان سے اور خندہ پیشانی سے ہر حکم کی تعمیل کی۔

حضور ؐ نے بحیثیت سپہ سالار پورے عالم میں ایک مثال قائم کی ہے، دنیا میں جنگ کے سپہ سالاروں کا مقصد سلطنت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن حضور جو سلطنت قائم کرنا چاہتے تھے وہ بجائے خود مقصود بالذات نہ تھی۔ بلکہ اس کے ذریعے سے دنیا کے تمام ظالمانہ نظام ہائے سلطنت کو مٹا کر جن میں خدا کے بندوں کو بندوں کا خدا ٹھہرا دیا گیا تھا۔ اس کی جگہ خدا کے فرمان کے مطابق ایک ایسا عادلانہ نظام قائم کرنا مقصود تھا۔ جس میں خدا کے سوا نہ کسی دوسری طاقت کی سلطنت ہو۔ اور نہ کسی دوسرے کا قانون رائج ہو اور جس میں فرمانروا افراد کی شخصیت، قومیت اور زبان نسل وطن اور رنگ سے اس کو تعلق نہ ہو بلکہ اس کی جدو جہد کا سارا منشا سلطنت کے قیام، طرز سلطنت، طریق حکومت اور عدل و انصاف اور احکام کے حق و باطل سے ہو۔

دنیا میں جو سلطنتیں قائم ہوئیں یا ہوتی ہیں ان کا عام قاعدہ یہ ہے کہ ایک فاتح ایک گروہ کو لے کر اٹھتا ہے اور لاکھوں کو تہہ تیغ کر کے اپنی طاقت و قوت سے ساری جتھوں کو توڑ کر ہزاروں گھروں کو ویران کر کے سب کو زیر کر کے اپنی سرداری اور بادشاہی کا اعلان کر دیتا ہے اور ان تمام خونریزیوں کا مقصد یا تو تھی سرداری یا خاندانی برتری یا قومی عظمت ہوتی ہے۔ مگر اسلامی جنگ و جہاد اور اسلامی نظام سلطنت کی جدو جہد میں، ان میں سے کوئی چیز بھی مطمح نظر نہ تھی۔ نہ رسول ؐ کی شخصی سرداری نہ خاندان قریش کی نہ عربی سلطنت اور نہ دنیا کی مال و حرص و ہوس بلکہ اس کا ایک ہی مقصد تھا۔ صرف ایک شہنشاہ ارض و سما کی بادشاہی کا اعلان اور ایک فرمان الٰہی کے آگے سارے بندگان الٰہی کی سرافگندگی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ سے متعلق ایک استفسار کے جواب میں فرمایا کہ آپ ؐ کا اخلاق مبارک قرآن ہے۔

وَكَانَ خُلُقُهُ قُرْآن

آپ ؐ کی خوشی اور غصہ محض اللہ تعالیٰ کے لئے تھا۔ اپنی ذات کے لئے ناراض نہ ہوتے اور نہ کبھی کسی کی سرزنش کرتے۔ لیکن احکام باری تعالیٰ سے نافرمانی کرنے والوں سے ضرور باز پرس کرتے اور جب کبھی ایسا ہوتا تو کوئی آپ ؐ کے غصہ کی تاب نہیں لا سکتا تھا۔

آنحضرت ؐ شجاع ترین، بے حد سخی اور کریم انسان تھے۔ ایسا کبھی نہ ہوا کہ کسی نے کوئی چیز مانگی ہو اور آپ نے دینے سے انکار کر دیا ہو۔ درہم و دینار گھر میں نہ رہنے دیتے تھے۔ اگر بفرض محال رہ جاتا تو جب تک اسے مستحق لوگوں کو دے کر

بری الذمہ نہ ہو جاتے ۔ گھر میں تشریف نہ لاتے ۔

بیت المال سے اپنے اور اہل بیت کی ایک سالہ ضروریات کے لئے ارزاں ترین جنس یعنی کھجور اور جو وغیرہ لے لیا کرتے ۔ پھر اس میں سے بھی اتنی خیرات فرماتے کہ سال گزرنے سے پیشتر ہی یہ ذخیرہ ختم ہو جاتا

آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی گفتگو سراسر صدق و صفا کا آئینہ ہوتی تھی ایفائے وعدہ کا ہر حال میں خیال رکھتے ۔ بندگانِ خدا کو نیکی کا درس دیتے ۔ بیگانوں اور یگانوں سے نرمی برتتے ۔

حلم اور بردباری آپ کی طبیعت کے خاص اوصاف تھے ۔ نظریں ہمیشہ سوئے زمین رکھتے تھے ۔ آسمانوں کی طرف کم دیکھتے ۔ اکثر آپ کا دیکھنا گوشۂ چشم سے ہوا کرتا تھا ۔

متواضع اس قدر تھے کہ امیر و غریب غلام و آزاد کسی کی دعوت رد نہ فرماتے مخلوق خدا پر شفقت کا یہ عالم تھا کہ بلی کو دودھ پلاتے ہوئے اس کے سیر ہو جانے تک برتن اس کے آگے بڑھائے رکھتے ۔

آپ کی ذات اس قدر پاکیزہ تھی کہ لذت دنیوی کبھی بھی آپ کو مغلوب نہ کر سکی ۔

اپنے احباب کی عزت کرتے ، مجلس میں پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے ۔ خدمت میں آنے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی اور جگہ تنگ ہو جاتی تو اپنے پاؤں سمیٹ کر جگہ فراخ فرما دیا کرتے

آنحضرت ؐ کا زانو اہل دربار کے کسی فرد کے زانو سے آگے نکلا ہوا نہ ہوتا تھا ۔

اگر کوئی آنحضرت ؐ کو ناگاہ دیکھ پاتا تو ہیبت زدہ ہو جاتا ۔ لیکن دربارِ رسالت میں محبت کی فراوانی حیرت ناک طور پر محسوس کرتا ۔

دربارِ اقدس میں صحابہ کرام ؓ کا ہر وقت جمگھٹا رہتا ۔ ستارے تھے کہ گرد ماہتاب جمع رہتے تھے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے ، تو صحابہ کرام ؓ خاموشی سے سنتے اور قطع کلامی کی ہرگز جرأت نہ کرتے حضور ؐ کے ارشاد کی تعمیل میں کمال عجلت سے کام لیتے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی سے ملتے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اسے سلام علیکم کہنے میں ہمیشہ پہل کرتے ۔ احباب سے ملاقات کے وقت اُجلا لباس پہننے کا اہتمام بھی کرتے تھے ۔

اپنے جاں نثاروں کے حالات سے ہر لحظہ باخبر رہتے ۔ اگر کوئی علیل ہوتا تو اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے ، اگر کوئی سفر پر گیا ہوتا تو اس کے لئے دعائے خیر فرماتے ۔ انتقال کر جانے والوں کے حق میں انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے اور مغفرت کی دعا فرماتے ۔

آزردہ دلوں کی دل جوئی کرتے دلاسا دیتے احباب کے باغات میں تشریف لے جاتے اور ان کی ضیافتوں میں شریک ہوتے ۔ علماء کی قدر فرماتے ۔

سب سے خندہ پیشانی سے ملتے ۔ عذر خواہ کا عذر قبول کر لیتے ۔ توانا اور ناتوان سے یکساں عدل فرماتے ۔

پاسِ ادب کی نیت سے عقب میں چلنے والوں کو اپنے ساتھ ساتھ چلنے کے لئے کہتے ، ہنگام سفر اگر خود سوار ہوتے ، تو ہمراہی کو بھی سوار کر لیتے اور پیدل نہ چلنے دیتے ۔ اگر وہ سوار ہونے میں تامل کا اظہار کرتا ۔ تو فرماتے کہ میری رفاقت ترک کر اور تجھے جہاں جانا ہے چلا جا ۔

مجلس میں جہاں جگہ ملتی تشریف فرما ہو جاتے اور صدر نشینی کا خیال بھی دل میں نہ لاتے اور تمام مسلمانوں کو بھی ایسا ہی کرنے کی ہدایت فرماتے ۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گراں بہا سمجھتے کسی خوراک سے نفرت نہ کرتے ۔ اگر رغبت ہوتی کھا لیتے ورنہ ترک کر دیتے ۔

پڑوس میں بسنے والوں کا خیال رکھتے مہمانوں کی تواضع میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے چہرۂ اقدس ہر وقت متبسم اور شگفتہ رہتا نعلین اور کپڑوں کو خود ہی پیوند لگا لیا کرتے

الحاج مولوی جلال الدین حقانی کا پشاور میں
شہید کمانڈر محمد اسمٰعیل کی فاتحہ خوانی کے اجتماع سے
خطاب

- بھائیو! باہمی اختلاف جس سطح کا بھی ہو ختم کر دو اور ایک دوسرے کو بھائی چارے کا ہاتھ دو اور اتحاد کے ذریعے مشرق و مغرب کی سازشوں اور منصوبوں کا راستہ روکو
- میں یہ بانگ دہل کہتا ہوں کہ تنظیم، عشر اور کمانڈری کے لئے جہاد حرام ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد۔

بھائیو! آج ہم اور آپ یہاں ایک شہید بھائی کی فاتحہ خوانی کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ یہ شہید بھائی ایک ایسا مجاہد تھا کہ بارہ سالہ جہاد کے دوران بیشتر وقت جہاد کے مورچوں میں گزارا۔ یہ شہید مجاہد کمانڈر محمد اسمٰعیل "ذبیح اللہ" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اگرچہ نسب کے حوالے سے میرا بھائی تھا لیکن اسلام اور جہاد کے حوالے سے میرے اور آپ سب مومن مجاہدین و مہاجرین کا بھائی تھا انھوں نے کفر و الحاد کے خلاف جہاد کا آغاز میرے ساتھ داؤد رژیم کے دور میں ۱۳۵۲ ہجری شمسی ۱۹۷۳ء میں کیا اور پھر جب افغانستان میں توری خونریز الحادی کودتا ہوئی اور ملحد کمیونسٹ اقتدار پر قابض ہو گئے تو مسلحانہ جہاد کے میدان میں نہایت جرأت کے ساتھ دشمن کے مقابلے کے لئے کود پڑے۔ پھر شہادت تک جہاد کے مختلف محاذوں پر ایک مجاہد اور بہادر کمانڈر کی حیثیت سے دشمن کے خلاف لڑا۔ بہت سی فتوحات انہیں نصیب ہوئیں۔ دو بار دشمن کے خلاف لڑتے ہوئے سخت زخمی بھی ہوئے لیکن جب ان کے زخم ٹھیک ہوئے دوبارہ محاذ پر گئے یہاں تک کہ چند روز قبل دشمن کے خلاف لڑتے ہوئے پہلے زخمی اور پھر شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے اللہ جل شانہٗ ان کی شہادت قبول کرے میں اور ہمارا پورا گھرانہ ان کی شہادت پر اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔ ہمارے دلوں

کو تسلی ہے۔ ہم نے انہیں اس لئے جہاد اور قربانی کی راہ پر لگا دیا تھا۔ ہم نے انہیں اللہ کی راہ میں وقف کیا تھا، ہم اس راہ میں انہیں ایک تلوار سمجھ رہے تھے اللہ تعالیٰ انہیں قبول کرے۔ ہمارے دلوں کو صبر ہے اور اس بات پر راضی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس راہ میں لے لیا۔

شہید محمد اسماعیل کے ۱۷ سال جہاد اور مبارزہ کے مورچوں اور مجاہدین کی خدمت میں گزرے ہیں۔ ہم نے جب ۱۹۷۳ء میں جہاد کا آغاز کیا اور ۱۹۷۴ء میں ہجرت کی تو وہ اس وقت سے جہاد میں شامل تھے ان کے ساتھ اپنے اخلاق و کردار کی وجہ سے تمام مجاہدین محبت و ہمدردی رکھتے تھے وہ کسی بھی خدمت سے منہ نہیں موڑا۔ ڈرائیوری اور ٹینک چلانے سے لے کر سخت سے سخت ترین حملوں تک تمام تر خدمات و قربانیوں سے پسپا نہیں ہوئے۔

بھائیو! آج افغانستان میں باطل کے خلاف حق کی جو مسلح مزاحمت اور جہاد جاری ہے یہ مومن افغانوں نے صرف اللہ جل جلالہ کی رضا اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ملحدوں، زندیقوں اور منافقوں کے خلاف شروع کیا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا صریح حکم ہے اور یہ اجماع امت ہے کہ جب بھی کسی اسلامی ملک اور علاقہ میں ملحد اور زندیق مسلط ہو جاتے ہیں تو اس ملک اور علاقے کے لوگوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ وہ ان کا مقابلہ کریں گے اسلامی زمین ان کے تسلط سے آزاد کریں گے اور اگر وہ دشمن کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتے تو پھر الٰہی احکامات کی روشنی میں پہلے ہجرت کریں گے اپنی عزت و ناموس کو محفوظ جگہ منتقل کریں گے اور پھر جا کر جہاد کے مورچوں میں دشمن کے خلاف لڑینگے حتیٰ کہ شہید ہو جائیں یا پھر علاقے سے فساد، الحاد اور فتنہ وہاں سے ختم ہو جائے اور وہاں پر اللہ کا دین و قانون حاکم ہو جائے۔

افغانوں نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق کفر و الحاد کے خلاف مزاحمت کی، ہجرت کی اور دار ہجرت سے جا کر جہاد کے مورچے بھرے اور آج تک اس مسلح جہاد میں شامل ہیں۔

بھائیو! اگر تاریخ پر نظر ڈالو تو جس تعداد میں افغانوں نے ہجرت کی ہے اور جس اخلاص و خلوص کے ساتھ ایک سپر الحادی قوت کے خلاف جرأت، صبر اور استقامت کے ساتھ جہاد و مقابلہ کیا اور جتنی تعداد میں اس مومن ملت نے قربانی دی۔ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ تقریباً ساٹھ لاکھ مومن افغانوں نے ہمسایہ اسلامی ممالک کی طرف ہجرت کی اور تقریباً اتنی ہی تعداد ملک کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوئی ہے سولہ لاکھ کے لگ بھگ شہید دیئے۔ اگر ان میں چھ لاکھ وہ بچے، عورتیں اور سفید ریش بزرگ سمجھے جائیں جو اپنے گھروں کے اندر دشمن کی بمباری و گولہ باری کے نتیجے میں شہید ہوئے تو باقی ماندہ دس لاکھ وہ باایمان افغان ہیں جو دشمن کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوئے اسی طرح دس لاکھ کے قریب معذورین ہیں، کسی نے اللہ کی رضا کی راہ میں پاؤں کٹوا دی ہے کسی نے ہاتھ، آنکھ اور بدن کے دوسرے اعضاء کا نقصان برداشت کیا ہے بیوائیں یتیم اور قیدی تو لاحساب ہیں۔ ہمارے بہادر عوام کے ہزاروں افراد ملحدوں کی طرف سے زندہ درگور کیے گئے۔ بغیر کسی کفن اور جنازے کے مٹی تلے دبا دیئے گئے۔ بہت سو کے بدن کے ٹکڑے بموں سے اڑ گئے اور کسی کو ان کے گوشت کے چیتھڑے بھی ہاتھ نہیں لگے کئی گھرانوں نے اپنے اور اپنے رشتہ داروں کی اپنی ہی زندگی کا رنگ دیکھا ہے شہادت کا رنگ نہیں دیکھا۔

بھائیو:

اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو کئی اسلامی ممالک جیسے عراق، شام، یمن، الجزائر،

فلسطین اور ..... میں بھی ایسا ہوا کہ کافروں اور ملحدوں کو اقتدار تک رسائی حاصل ہوئی وہاں انہوں نے تسلط حاصل کر لیا۔ لیکن کسی نے بھی اتنی بڑی تعداد میں شہید دیئے، ہجرت کی اور نہ ہی اتنی جرأت و بہادری سے ملحدوں اور کفری طاقتوں کے مقابلے میں جہاد اور مزاحمت کی۔

بھائیو! روس ایک بڑا الحادی طاقت تھا کہ نہ صرف اسلامی ممالک بلکہ غیر اسلامی ممالک بھی اس سے خوف زدہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں اس بڑے طاقت کو نیچا دکھانے اور اسے گرانے کے لئے با ایمان افغانوں کا انتخاب کیا اور اس بڑے امتحان کے لئے مومن و غیور افغان قوم کو آگے کیا اس میں اللہ جل جلالہ کا بڑا حکمت تھا۔ اس کے لئے ایک بہترین مثال یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جیسے کہ کسی مملکت کی فوج میں کوئی گریڈ، ڈویژن یا کمپنی بہت زیادہ جری اور بہادر ہو تو وزیر دفاع یا فوج کا سربراہ اسے سب سے سخت اور مشکل جگہ کے دفاع فتح کرنے یا سخت دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے اُسے ذمہ داری سونپتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے افغانوں کو یہ صفت ودیعت کی ہے اور اسی وجہ سے اپنے بندوں میں سے انہیں ایک بڑی الحادی قوت کے مقابلے کے لئے جس کی ہیبت و وحشت کی داستانیں پوری دنیا میں مشہور تھیں منتخب کیا اور اس چھوٹی سے بے وسائل، بے وسیلہ اور مادی لحاظ سے کمزور قوم کو اس بڑی طاقت کی ذلت و خواری اور پوری دنیا میں رسوائی کا سبب بنایا۔

بھائیو!

آج کل کچھ لوگ جو حقیقتاً یا تو "خاد" اور کے جی بی کے اہل کار ہیں اور یا غیر شعوری طور پر ملحدین کی خدمت گزار رہے ہیں۔ مجاہدین اور مہاجرین میں یہ تبلیغ کر رہے ہیں کہ اب افغانستان میں جاری جنگ جہاد نہیں بلکہ باہم بھائیو کو قتل کرنا ہے۔ جہاد تو روسیوں کے مقابلے میں تھا۔ اب جب کہ روسی افغانستان سے نکلے ہیں، تو جہاد نہیں ہے بلکہ یہ افغانوں کا اندرونی جنگ و جھگڑا ہے۔

اس قسم کے غلط پروپیگنڈوں کے خلاف ضروری ہے کہ مجاہدین و مہاجرین بھائی یہ سمجھ جائیں کہ ہمارے ملک میں الحاد اور فساد کے خلاف مسلح جہاد افغانستان میں روسی جارحیت سے قبل اس وقت شروع ہوا تھا۔ جب ملحدین اقتدار پر قابض ہوئے تھے۔ روس تو بعد میں جب سمجھ گئے کہ ان کے ایجنٹ اور غلام تمام جدید اسلحہ اور پشت پناہی کے مجاہدین کے مقابلے میں مدافعت نہیں کر سکتے تو ان کی امداد و تعاون کے اس نے اپنے دو لاکھ فوجی جدید اسلحہ سمیت افغانستان میں داخل کئے۔ با ایمان افغانوں کی مزاحمت ان جارح فوجوں کے خلاف اور بھی تیز اور شدید ہوتی جس کے نتیجے میں بالآخر دس سالہ جنگ کے بعد وہ افغانوں کے مقابلے میں شکست سے دوچار ہوا اور پسپائی پر مجبور ہوا۔ اس لئے بھائیو! آج بھی افغانستان میں روس کے وہی ایجنٹ اور نوکر شہروں اور فوجی مراکز میں محاصرے کی حالت میں موجود ہیں۔ جب تک ان کا خاتمہ نہیں ہو جاتا اور افغانستان کی سرزمین تمام تر معنوں میں فتنہ اور فساد سے پاک نہ ہوتی ہوا اور وہاں مجاہدین کے ہاتھوں ایک اسلامی حکومت نہ بنے یہ جہاد جاری رہے گا۔ چنانچہ اس وقت تک کہ افغانستان میں اسلامی حکومت کا قیام اور وہاں سے الحاد کی جڑیں ختم نہیں ہو جاتیں۔ تمام با ایمان افغانوں پر جہاد اسی طرح فرض ہے جیسے روسیوں کے خلاف فرض تھا۔

بھائیو! ایک دوسری بات جس کا بیان یہاں ضروری ہے کہ پچھلے دنوں سے مشرق و مغرب کی مشترکہ سازش کے تحت یہ ڈھول پیٹا جا رہا ہے۔ کہ افغانستان کے بیشتر علاقوں جنگ نہیں، امن برقرار ہے، مہاجرین اقوام متحدہ کے پروگرام جس کے سربراہ صدرالدین آغاخان ہیں، ۳۳ سو روپوں

اور تین سو کلوگرام گندم کے عوض اپنا راشن پاس جمع کر کے اپنے وطن نام نہاد صلح و امن کے علاقوں میں واپس چلے جائیں لیکن بھائیو یہ بات سمجھو کر یہ بھی ہمارے جہاد کی کامیابی اور جہاد کے خلاف دشمنوں کی ایک اور سازش ہے۔ جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن صدر الدین آغا خان نے روس اور اس کے مزدوروں کے کہنے پر روبہ عمل لائی گئی ہے۔

بھائیو!

باایمان افغان جب الحاد کے خلاف جہاد شروع کر رہے تھے یا ہجرت کر رہے تھے۔ تو یہ کسی مادی امداد و تعاون کے لئے نہیں تھی بلکہ انہوں نے آغاز ہی سے صرف اللہ تعالیٰ کے توکل سے جہاد شروع کی اور ہجرت بھی صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت کی نہ کہ اقوام متحدہ یا کسی اور راشن پاس کی لالچ میں۔ تو جیسا کہ افغانوں کی ہجرت خاص اللہ کے حکم کے مطابق ہوا تو وطن واپس لوٹنا بھی اللہ کے حکم کے مطابق ہوگا۔ یہ جب ہجرت کر رہے تھے تو اس لئے کہ اپنی عزت و ناموس محفوظ کر لیں اور پھر جہاد کی تیاری کریں گے۔ اور ایسا کیا بھی۔ تو جہاد اس وقت تک کریں گے کہ افغانستان کی اسلامی سرزمین سے کفر والحاد اور فساد کا تسلط تمام تر معنوں میں ختم کرے اور وہاں اللہ کا دین و قانون نافذ کرے۔

اب ایسے حال میں کہ افغانستان میں وہ ملحدین جن کے خلاف افغانوں نے جہاد شروع کیا تھا۔ باقی ہیں، بعض بڑے شہر اور مراکز ان کے ہاتھوں میں ہیں، طیاروں کے ذریعے مجاہدین کے ہاتھوں آزاد ہونے والے علاقوں پر بمباری کی جا رہی ہے، آزاد علاقے سکڈ میزائلوں اور دور مار توپوں سے نشانہ بنائے جا رہے ہیں، تو مہاجرین کس صورت میں اپنے گھروں کو لوٹیں گے اور ان علاقوں میں جہاں اب بھی جنگ ہو رہی ہے رہائش اختیار کر لیں گے۔ البتہ وہ علاقے جو مجاہدین نے دشمن کے وجود سے پاک کئے ہیں، مہاجرین وہاں مجاہدین کے پروگرام کے مطابق رہ سکتے ہیں وہاں یہ کاشتکاری اور کھیتی باڑی کر سکتے ہیں اور زندگی گزار سکے۔

جب افغانستان سے تمام معنوں میں ملحدوں کا تسلط ختم ہو جائے اور مجاہدین کے ہاتھوں اسلامی حکومت بن جائے پھر مہاجرین اقوام متحدہ یا کسی اور کے پروگرام کو نہیں دیکھیں گے اور اپنے ملک اپنے اپنے علاقوں میں جائیں گے۔

بھائیو! یہ علماء، دانشوروں اور بزرگوں کی ذمہ داری ہے کہ مہاجرین کے کیمپوں میں جائیں اور ان لوگوں کو تبلیغ کرے جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے غلط پروپیگنڈے میں آچکے ہیں اور انہیں یہ بات سمجھا دیں کہ یہ ہمارے جہاد کے دشمنوں کا منصوبہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنا جہاد اور ہجرت گندم کے چند دانوں اور چند روپوں کے عوض فروخت کر دیں۔ جو کوئی جو اس وقت کفار اور ملحدوں کے پروگرام کے تحت وطن واپس جا رہے ہیں وہ حقیقتاً اصلی مہاجر نہیں ہیں بلکہ یہ خلقی اور خاد کے اہل کار ہیں۔ جو مہاجرین کی صفوں میں گھس گئے تھے، مہاجرین کو بدنام کرنے اور اپنے آقاؤں کو اس طرح خوش کرنا چاہتے ہیں۔

بھائیو:

ہم نے پاکستان کے راشن پاس کے بھروسے پر جہاد نہیں کیا۔ اگر پاکستان راشن منقطع کر دے۔ اللہ تعالیٰ بند نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ مہاجرین کی روزی میں وسعت کرے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

بھائیو۔ ہمارا حامی اللہ تعالیٰ ہے ہمارا اعتماد اللہ تعالیٰ پر ہے۔ چھوڑیں کہ پاکستان اور اقوامِ متحدہ راشن بند کر دیں ہم ان کے چند دانے گندم کے عوض اپنا دین اور غیرت فروخت نہیں کر

سکتے۔

میرے معزز بھائیو! اگر ہم پر کچھ مشکلات آتے ہیں تو یہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہوگا ورنہ اللہ تعالیٰ تو اس مہاجر جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا کے رزق میں پہلے سے اضافہ کرتا ہے اور اسے اچھا دکھتا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ آپ وہی قوم ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے جہاد کی امانت بخش دی۔ آپ میں اس امانت کی حفاظت کی استعداد و صلاحیت دیکھی۔ چنانچہ آپ اس امانت کے ساتھ خیانت نہ کریں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے استعداد اور شجاعت کی وجہ سے کفر و باطل کے مقابلے کے لئے پسند کیا یہ استعداد و شجاعت دوسری قوموں میں نہیں تھا اس لئے روسی وحشت و استبداد کا تمہارے ہاتھوں توڑا اور اعزاز و افتخار تمہیں بخش دیا۔

مجاہد بھائیو!

ایک اور ضروری بات جو آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں اور میں نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے یہ استدعا کی ہے کہ اے اللہ! ہمارے اسلحہ سے کسی مسلمان کا خون نہ بہاؤ۔ میں کھل کر کہتا ہوں کہ تنظیم، عشر اور کمانڈری کے لئے جنگ حرام ہے۔ اسے جہاد نہیں کہا جا سکتا۔

بھائیو!

مجاہدین راستوں میں پھاٹک نہ ڈالے عام لوگوں کو کسی قسم کا تکلیف نہ پہنچے ان دلوں سے بد دعا نہ نکلے۔ دیکھیں عوام کی عزت و آبرو اور ناموس کی حفاظت کرنے والے آپ ہیں، مجاہدین اس کے ذمہ دار ہیں، کہیں ایسا نہ ہو اللہ نہ کرے کہ ہم خود کو مجاہدین کہے لیکن تفرقہ ڈالا ہو اور مسلمانوں کو پریشان کیا ہو، اللہ نہ کرے ہمارے اسلحہ سے مسلمان کا خون بہے اور پھر آخرت کے روز اس تمام تر جہاد کے باوجود ظالموں میں ہمارا شمار ہو۔

میں ایک بار پھر اتحاد کی بات کرتا ہوں بھائیو! اختلاف جس قسم اور سطح کا ہو اسے ختم کردو ایک دوسرے کو بھائی چارے کا ہاتھ دو اور اتحاد کے ذریعے جہاد اور مجاہدین کے خلاف مشرق و مغرب کی سازشیں اور منصوبے ناکام بنادو

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

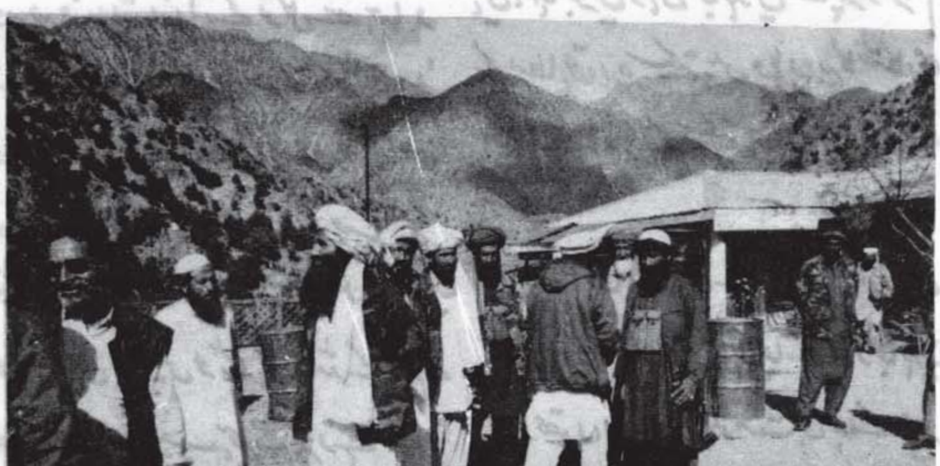

الحاج جلال الدین (حقانی) صاحب دیگر مجاہدوں کے ساتھ

تازہ حالات پر انٹرویوز

جناب الحاج جلال الدین حقانی سے

" دَ جہاد ھندارہ " کے نمائندے نے الحاج مولانا جلال الدین حقانی سے تازہ حالات و واقعات کے حوالے سے انٹرویوز کئے ھیں۔ جس کا اُردو ترجمہ ھم اپنے قارئین کے لئے پیش کر رھے ھیں۔

سوال: ایسی خبریں شائع ہوئی ہیں کہ بعض مجاہدین پارٹیوں کے سربراہ ایک نئی عبوری حکومت کی تشکیل پر متفق ہوئے ہیں اور اس سلسلے میں جلد ایک عمومی شوریٰ تشکیل دی جائے گی۔ اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد:

یہ تو ایک روشن حقیقت ہے کہ جہادی رہنماؤں کی وحدت دیکھتی اور عبوری حکومت کو جمود اور تعطل کی موجودہ حالت سے نکال دینا ایک اچھا اور مناسب اقدام ہوگا۔ حقیقتاً موجودہ عبوری حکومت اور جہادی رہنما جس حالت سے گزر رہے ہیں۔ وہ نہایت قابلِ تشویش ہے اور ایسی تشویشناک حالت جہاد کے لئے بہت نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہے۔

موجودہ حالات میں ایک مضبوط عبوری حکومت کا وجود اور اندرونِ افغانستان اس کی منتقلی نہایت ضروری اور جہاد کے لئے ثمر بار و مفید ثابت ہوسکتی ہے موجودہ افغان عبوری حکومت کی تشکیل کے آغاز ہی میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ ایک سال کے اندر اندر اسے افغانستان کے اندر آزاد علاقوں میں منتقل کیا جائیگا لیکن بدقسمتی سے ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ اور نہ ہی کسی نے منتخب شوریٰ کے فیصلوں پر عمل درآمد کیا۔

موجودہ عبوری حکومت ایک منتخب شوریٰ کے ذریعے (جس میں تمام جہادی تنظیموں اور جہادی قوتوں کے علاوہ بڑی تعداد میں علماء کرام، روحانی ہستیوں اور جہادی کمانڈروں نے شرکت کی تھی) عمل میں آیا تھا۔ اب بھی اگر کوئی دوسری حکومت تشکیل دی جاتی ہے۔ یا نظرثانی کے بعد سابقہ عبوری حکومت کو دوبارہ کام کرنے کا موقع دیا جاتا ہے تب بھی ایک عمومی شوریٰ جس میں ہر طبقے سے متعلق افغان مسلمان قوم کے نمائندے شامل ہوں کے ذریعے یہ کام

مبارک باد

الحاج مولوی جلال الدین حقانی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیرِ اعظم منتخب ہونے پر جناب **محمد نواز شریف**، حکومتِ پاکستان اور پاکستان کے مسلمان عوام کو تہِ دل سے مبارک باد پیش کرتے ہیں، اور دست بہ دُعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں احسن طریقے سے امورِ حکومت چلانے، اسلامی نظام کے نفاذ، عوام کی خدمت جہاد افغانستان، افغان مجاہدین کی حمایت اور مجاہدینِ کشمیر سے بھرپور امداد و تعاون کرنے کی توفیق عطا فرماوے ؎

انجام دینا چاہیئے ۔

موجودہ عبوری حکومت کی تشکیل کے وقت اس غلطی کا ارتکاب ہو چکا تھا کہ حکومت کی تشکیل کے فوراً بعد منتخب شوریٰ کو کالعدم قرار دیا گیا۔ لیکن اب جو منتخب شوریٰ نئی عبوری حکومت کی تشکیل کی خاطر قائم ہو گی وہ حکومت کی تشکیل کے بعد بھی برقرار رہے گی اس شوریٰ کو مکمل اختیارات حاصل ہونگے حکومت اس سے اعتماد کا ووٹ لے گی اور جب تک انتخابات کے ذریعے دوسری حکومت کی تشکیل کے لئے راہ ہموار نہیں ہو جاتی تب تک یہ شوریٰ مکمل اختیارات کے ساتھ حکومت کی حدود کے اندر قائم رہے گی۔ لیکن اب جس نئی عبوری حکومت کی تشکیل کے بارے میں جو افواہات پھیلی ہوئی ہیں اور جس کے بارے میں بات چیت کا سلسلہ جاری ہے میری رائے کے مطابق عبوری حکومت کے قیام کے لئے یہ مناسب اور صحیح طریقہ نہیں ہوگا کیونکہ اس طریقے کے پیش نظر جو حکومت تشکیل دی جائے گی وہ مکمل طور پر تنظیموں کی صوابدید پر منحصر ہوگی۔ اگرچہ موجودہ حکومت ایک عمومی شوریٰ کی وساطت سے عمل میں آیا تھا۔ لیکن بعض لوگ اسے بھی افغانستان کے مسلمان عوام کی نمائندہ حکومت تسلیم نہیں کرتے اور یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اس حکومت میں سبھی افغان مسلمان عوام اور جہادی قوتوں کے نمائندے شامل نہیں اس لئے اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر اب کی نئی عبوری حکومت جو صرف چند تنظیموں کے ذریعے تشکیل دی جائے گی۔ عوام کے لئے کیسے قابلِ قبول ہو سکتی ہے ایسی حکومت کو دنیا کے دوسرے ممالک کیسے تسلیم کریں گے اور یہ حکومت جب افغانستان

یں منتقل ہو جائے گی۔ مجاہدین اور جہادی قوتوں کی پشتیبانی اور حمایت سے کس طرح بہرہ ور ہوگی۔

یہاں میری التماس ہوگی کہ ہمارے جہادی راہنما بڑی ہوشمندی، تدبّر صبر اور تحمّل سے کام لیں، لاپرواہی سے اجتناب کریں اور اگر عبوری حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں تو اسے ایک ایسے قانونی شوریٰ کے ذریعے قائم کریں جس میں افغانستان کے تمام مسلمان طبقوں سے تعلق رکھنے والے نمائندے حصہ لیں۔ تاکہ اس طرح ایک طرف یہ حکومت افغان مسلمان عوام کے لئے بھی قابل قبول ہو اور دوسری جانب دنیا کے دوسرے ممالک بھی اسے تسلیم کرنے پر آمادہ ہو جائیں

سوال: افغان تنازعہ کے حل سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیجیئے؟

جواب: مسئلہ افغانستان کے حل کے سلسلے میں بہت سی تشریح و توضیح ہو چکی ہے۔ کئی طرح سے حل کی نشاندہی کی گئی ہے ہر کوئی اپنے مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی پسند کے مطابق افغان مسئلے کے حل کے لئے مختلف طریقے اور تجاویز پیش کرتا ہے۔

میری رائے کے مطابق اس قضیہ کے اصل فریق مجاہدین ہی ہیں اور مجاہدین اس قضیہ کا واحد حل کفر والحاد کے خلاف مسلح جہاد کا دوام سمجھتے ہیں اور مسلح جہاد کا دوام اس وقت ممکن ہو سکتا ہے۔ جب مجاہدین ایک واحد قطار میں صف بستہ ہو کر دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف ڈٹ کر لڑیں۔ اس مقصد تک رسائی کے لئے قوم کے تمام مسلمان طبقوں کے نمائندوں، علماء کرام، جہادی کمانڈروں دیانت دار اشخاص اور دیگر صاحب رائے حضرات پر مشتمل ایک عمومی شوریٰ کا وجود نہایت ضروری ہے تاکہ اس شوریٰ کے ذریعے ایک اسلامی حکومت کا قیام ممکن ہو سکے۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ افغان قضیہ محض زبانی جمع و خرچ کے ذریعے حل نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ عقیدے کا مسئلہ بھی ہے اور یہاں کفر و اسلام کی بات اصل موضوع ہے۔

افغان مسلمان عوام کفر و الحاد کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور مسلح جہاد کا آغاز کیا۔ جب تک افغانستان میں روسی سامراج کے مزدور و زرخرید ایجنٹ اور دہری نظام حکومت موجود ہو تب تک روسیوں اور ان کے مزدوروں کے ساتھ سیاسی بات چیت کرنا یا یہ کہ سیاسی، مذاکرات کے ذریعے افغان مسئلہ کا حل نکالنے پر راضی ہو جانا، یہ سب بے مقصد اور محض خوش فہمی میں مبتلاء ہونے کے مترادف ہوگا۔

جیسا کہ اب بھی بعض راہنما روسیوں کی طرف سے مجاہدین کو دی جانے والی دعوت کو اہمیت دے رہے ہیں اور اس پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں، افسوس کہ یہ راہنماؤں بھول چکے ہوں گے۔ کہ روسیوں نے گذشتہ بارہ سال کے دوران افغانوں کے ساتھ کیا کیا اور آئندہ کیا کرنے کے مذموم عزائم رکھتے ہیں۔ مگر یہ پھر بھی روسیوں کی طرف سے دعوت نامے کو اپنے لئے افتخار سمجھتے ہیں

اگر روس ہمارے راہنماؤں کو یہ کہہ دے کہ نجیب سے اقتدار چھین کر تمہارے حوالے کر دیں گے۔ پھر بھی یہ ہمارے لئے قبولیت کا باعث نہیں بن سکتا بلکہ ہم اسے اپنے جاری جہاد اور اسلامی انقلاب کے حق میں توہین سمجھیں گے۔ اور اسے جیتے ہوئے اپنے تمام افتخارات کو روسیوں کے پاؤں تلے روندنے کے مترادف قرار دیں گے۔

ہم صرف اُس وقت روسیوں سے مذاکرات کے لئے بیٹھنے پر راضی ہوں گے جس وقت وہ اپنے پٹھو کابل حکومت

مجاہدوں کا حسین جہاں ہے

گوہر ملسیانی

عیاں ہے ہر سو کمال اس کا
جمال اس کا ، جلال اس کا
فضا میں رنگ و سرور اس کا
سنائیں نغمہ طیور اس کا
اُسی کا دُنیا میں غلغلہ ہے
اُسی کا سارا یہ سلسلہ ہے
اسی سے مومن کا دل جواں ہے
مجاہدوں کا حسین جہاں ہے

حیات اس کی ممات اس کی
یہ دِن اُسی کا یہ رات اس کی
وفورِ شوقِ دروں وہی ہے
شعور جذب و فسوں وہی ہے
نوید صبح مبیں اُسی سے
مجاہدوں کو یقین اُسی سے
صعوبتوں میں وہی اماں ہے
مجاہدوں کا حسین جہاں ہے

سحر کا تارا چمک رہا ہے
رُخ مسافر دمک رہا ہے
قریب منزل ہے آرزو کی
حسین خوشبو ہے جستجو کی
مسافتوں کا صعوبتوں کا
پھٹا ہے دامن کدورتوں کا
عروجِ مسلم کا پھر سماں ہے
مجاہدوں کا حسین جہاں ہے

عجیب ان کے معاملے ہیں
کہیں پہاڑوں میں وہ ڈٹے ہیں

کہیں فلسطین میں دندنائیں
عقوبتوں میں کہیں جفائیں
زمانہ پھر ان سے لڑ رہا ہے
مگر مجاہد ڈٹا ہوا ہے

لہو لہو رنگ داستاں ہے
مجاہدوں کا حسیں جہاں ہے

زباں پہ نغمہ ہے راستی کا
علم اُٹھایا ہے آشتی کا
خدا کا پیغام لے کے جائیں
اُسی کے در پہ جبیں جھکائیں
غرور و نخوت کے حاملوں کو
دکھائیں راستہ بھی فاسدوں کو

قدم قدم ان کا خونچکاں ہے
مجاہدوں کا حسین جہاں ہے

جواں ارادے مچل رہے ہیں
حسیں جیالے سنبھل رہے ہیں

زمانہ فردا امنگ ان کی
عدو سے ہر وقت جنگ ان کی
جہانِ فردا انہیں کا ہوگا
صداقتوں کا زمانہ ہوگا

نشانِ منزل بھی اب عیاں ہے
مجاہدوں کا حسیں جہاں ہے

اُجالا ہوگا حضور سن لیں
یہ روس والے ضرور سن لیں
خدا کا ہر سو نظام ہوگا
نہ مغربی سودِ خام ہوگا
نہ بھارتی سامراج ہوگا
خدا کا دنیا میں راج ہوگا

رواں دواں ایسا کارواں ہے
مجاہدوں کا حسیں جہاں ہے

پر ہر قسم کا امداد و تعاون بند کر کے اسلحہ کی سپلائی منقطع کر دے. افغانستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرنے کا عہد کرے. اور افغانوں کو یہ موقع فراہم کرے کہ وہ ایک اسلامی حکومت قائم کرے اور روس اس حکومت کو تسلیم بھی کرے.

ابھی جب کہ ان امور میں سے ایک بھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا ہے. ایسے میں مجاہدین کی عبوری حکومت کے سربراہ کیسے روسیوں کی دعوت قبول کر لیتے ہیں اور روس کو مجاہدین کا وفد بھیجنے پر دل کی گہرائیوں سے راضی ہو جاتے ہیں میں ایک بار پھر اپنے اس اظہار کو دہراتا ہوں کہ مسئلہ افغانستان کے حل کا واحد راستہ مسلح جہاد کا دوام ہی ہے اور جب تک افغانستان میں ایک مجاہدین کے ہاتھوں اسلامی حکومت نہیں بن جاتی اس وقت تک اپنے کندھوں سے جہاد کے لئے اٹھائے ہوئے اسلحہ زمین پر رکھنا اور افغان مہاجرین کی واپسی، خود کو روسیوں اور کفری طاقتوں کی جھولی میں ڈالنے کے مترادف سمجھتے ہیں. افغان مجاہدین اور روسی مزدوروں (خلق و پرچم) کے درمیان مخلوط حکومت کے تحت گٹھ جوڑ بھی بعید از امکان نہیں ہے اسی طرح افغان مجاہدین غیر جانبدار حکومت کو بھی مسترد کرتے ہیں. کیونکہ افغانستان کے موجودہ طویل اسلامی انقلاب کے دوران کوئی بھی شخص غیر جانبدار باقی نہیں رہا ہے ایک محدود تعداد لوگ یا تو براہ راست اور یا بالواسطہ طور پر روسیوں اور ان کے ایجنٹوں کے حامی اور مزدور بن چکے ہیں. باقی سبھی افغان مسلمان قوم یا تو براہ راست اور یا بالواسطہ طور پر مجاہدین کے حامی اور پشتیبان بنے ہوئے ہیں اس غیر جانبدار رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا.

مجاہدین نے بے شمار قربانیاں اپنے پیارے وطن سے دور ہجرت کی کٹھن زندگی گزارنے اور طرح طرح کے مصائب و آلام صرف اور صرف افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام کی خاطر برداشت کئے ہوئے ہیں اس لئے مجاہدین کی حکومت کے علاوہ کوئی اور حکومت ہر گز قبول نہیں کی جائے گی

سوال: کابل میں ایک فوجی بغاوت کی افواہ گردش کر رہی ہیں اور ایک تنظیم کی طرف سے جو اس سے پہلے بھی اس سلسلے میں ایک ایسا قدم اٹھا چکی ہے کابل میں قریب الوقوع ایک اور فوجی بغاوت کے ذریعہ نجیب حکومت کا تختہ الٹ دیئے جانے کی باتیں کر رہی ہے آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؛

جواب: فرمائشی فوجی بغاوتوں کا تو امکان ضرور موجود ہے، جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اگر مجاہدین کی عبوری حکومت کے سربراہ روسیوں کی دعوت قبول کرے عین ممکن ہے کہ آخر کار کوئی فرمائشی فوجی بغاوت بھی عمل میں آ جائے، لیکن یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ افغان مسلمان قوم اور بطور خاص جہادی کمانڈر ایسی کوئی حکومت قبول کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں. جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ایک پارٹی وقوع سے قبل کی فوجی بغاوت

> جمود اور تعطل کی حالت سے عبوری حکومت کو نکال دینا ایک اچھا اور مناسب اقدام ہوگا.
> موجودہ صورتحال میں ایک مضبوط عبوری حکومت کا وجود اور افغانستان اس کی منتقلی نہایت ضروری ہے

کی اطلاع دیتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس سلسلے میں وہ کسی اور سے گٹھ جوڑ اور بات چیت کئے ہوئی ہو۔ لیکن میں ایک بار پھر پوری وضاحت سے یہ بات کہتا ہوں کہ اس طرح کی فوجی بغاوتیں جو روسیوں کے اشاروں اور مشوروں سے عمل پذیر ہوں۔ ہماری مجاہد قوم کو ہرگز قبول نہیں ہونگیں۔

یہ تو ہر کسی کو معلوم ہوگا کہ روسی کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کی فوج میں اب ایسا کوئی مسلمان فوجی موجود نہیں جو حقیقتاً اپنے اسلامی جذبات کی بنا پر کوئی ایسا قدم اٹھائے جس سے افغانستان کی مسلمان ملت کو فائدہ پہنچے، فوج کے سبھی افسر کمیونسٹ پارٹی کے عہدیدار ہیں اور ظاہر ہے کہ کمیونسٹ ایسا کوئی بھی کام انجام نہیں دیتا کہ جس سے مسلمانوں کو فائدہ نصیب ہو جائے۔ اس لئے اگر کابل میں فوجی بغاوت کے نام پر کوئی عمل انجام دیا جاتا ہے اس میں ضرور روسیوں کا ہاتھ ہوگا۔ اور اسی کے مشورہ سے انجام دیا جائے گا۔ اور اس کے پیچھے روسیوں کے مذموم عزائم اور بے شمار سامراجی مقاصد ضرور پوشیدہ ہونگے۔ لہٰذا اس امید (فوجی بغاوت) پر جہاد سے دستبردار ہونا در حقیقت اسلامی انقلاب اور جہاد سے بڑی بے وفائی ہے

سوال: مجاہدین کی وحدت اور یکجہتی کے لئے آپ کے خیال میں کامیاب مختصر اور مؤثر طریقہ کیا ہے؟

جواب: میری رائے کے مطابق مجاہدین کے اتحاد و وحدت کے لئے سب سے بہتر اور موثر طریقہ یہ ہوگا کہ سات جہادی تنظیموں کے راہنما اور اسی طرح دیگر جہادی قوتیں تہہ دل سے اتحاد کر لیں اور مکمل اتفاق رائے سے اپنے آپ میں سے کسی ایک کو قائد چن لیں اور باقی سب اس کے پشتیبان اور سچے حامی بنیں، اس کی اطاعت کریں۔ اسلامی حکومت تشکیل دیں، انصاف کی بنا پر اور احکام شرعی کے مطابق امور مملکت کی انجام دہی کے لئے مناسب اور اہل افراد کو ذمہ داریاں تفویض کریں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ علماء، جہادی کمانڈر اور وہ تمام افغان جو صاحب بصیرت و دانش ہیں چاہے ملک کے اندر ہوں یا باہر، اکٹھے بیٹھ کر ایک "شوریٰ" تشکیل دیں، بعد میں اس شوریٰ کے ذریعے اسلامی حکومت کے سربراہ کا انتخاب عمل میں لایا جائے اور پھر ان کی سربراہی میں اسلامی حکومت قائم اور افغانستان کے اندر منتقل کی جائے، جہادی امور سے متعلق ادارہ اور کمان سربراہ مملکت کے سپرد کیا جائے تاکہ روس کی کٹھ پتلی حکومت کے قلع قمع کے بعد اختیارات کی باگ ڈور اپنے کنٹرول میں لے سکے۔ لیکن عملاً یہ اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب مجاہدین آپس میں شیر و شکر ہو کر متحد ہو جائیں اور مغرب و مشرق کی تمام تر سازشوں اور منصوبوں کو نیست و نابود کر دیں۔

سوال: مسئلہ خلیج اور اس کے حل سے متعلق آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب: مسئلہ خلیج کا ایک ایسا حل جس میں تمام عالم اسلام اور علاقے کے لوگوں کی عافیت و بھلائی ہو یہ ہے کہ چونکہ عراق نے براہِ راست کویت کی سرزمین پر تجاوز کا ارتکاب کر کے اسے اپنے قبضے میں لیا ہے اور وہاں کے عوام کے مال و متاع کو لوٹ لیا ہے اور کویت کو اپنے ملک کا ایک صوبہ قرار دیا ہے۔ اس لئے عراق کو چاہیئے کہ وہ کویت سے اپنی افواج بلا قید و شرط واپس بلا لیں۔ لیکن اگر عراق ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں ہو جاتا اور کویت کی سرزمین پر اپنا ظالمانہ تسلط برقرار رکھنا چاہتا ہے تو اس صورت میں اسلامی دنیا

کے تمام مسلمانوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ اسلامی سرزمین کے تحفظ اور دفاع کی خاطر اقدام کریں اور اسلامی سرزمین کو ظالموں کی چنگل سے چھٹکارا دلادیں اور ظالموں کو سبق سکھا دیں۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی نہیں چاہیئے کہ اسلامی سرزمین کے دفاع کے لئے "شیطانی" اور کفری طاقتوں سے مدد طلب کی جائے کیونکہ ایسا کرنے سے اسلامی امہ کی نفرت کے جذبات ابھارنے کا باعث بن سکتے ہیں اور اس سے مسلمانوں کے درمیان شدید اختلافات جنم لے سکتے ہیں۔ نیز اس ضمن میں سامراجی اور طاغوتی طاقتوں کو اسلامی ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کی راہ ہموار ہوتی جارہی ہے۔ کفری طاقتیں تو یہی چاہتی ہیں کہ ایسے کوئی بہانہ بنا کر اسلامی ممالک میں اپنے فوجی اڈے قائم کردیں اور مختلف طریقوں سے مسلمانوں کی مادی اور معنوی دولت لوٹ کرلے جائیں اور اس طرح اسلامی امہ کمزور پڑ جائے اور یوں مختلف بدبختیوں، مصائب اور مشکلات سے دوچار ہوجائیں۔

سوال: کہا جارہا ہے کہ پانچ افغان تنظیموں نے کابل پر ایک بڑے اور عمومی حملے کی تیاریاں کی ہیں۔ اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے۔ نیز آپ کیا سمجھتے ہیں اس قسم کا حملہ کامیاب ہوگا اور اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے؟

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد!

یہ کہ مجاہدین کی پانچ تنظیموں نے کابل پر ایک بڑے اور عمومی حملے کی تیاریاں کی ہیں جیسا کہ آپ نے سنا ہے اسی طرح میرے سننے میں بھی آیا اور اعلامیوں کے ذریعے آگاہی حاصل ہوتی ہے کیونکہ اس سلسلے میں ہم سے کوئی رابطہ اور مشورہ نہیں کیا گیا ہے اس لئے مجھے اس سلسلے میں مفصل معلومات حاصل نہیں تاہم جہاں تک اس قسم کے حملے کی کامیابی اور ناکامی کا تعلق ہے تو یہ مستقبل سے وابستہ ہے اور مستقبل کا علم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ہمیں اس کا علم حاصل نہیں ہے، جن معلومات کی بنا پر ہم تجزیہ کیا کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ کے دو رُخ ہیں۔

ایک یہ کہ کابل ہمارے ملک کا دارالحکومت ہے وہاں غیر ملکی سفیر اور نمائندے موجود ہیں، چنانچہ کابل پر مجاہدین کے حملے کی صورت میں دنیا کو مجاہدین کی قوت سے واضح اور فوری طور پر دنیا باخبر ہو سکتی ہے۔ نیز کابل کو رسد کے راستے مسدود ہونے سے کابل کے شہری حکومت کے خلاف اٹھیں گے اور یوں الحادی حکومت ایک اور شکست سے دوچار ہوگی کیونکہ کابل کی ملحد حکومت کابل شہر کے مسلمان باشندوں سے ڈھال کا کام لیتے ہیں اور ان کے ذریعے خود کو مجاہدین کے حملوں سے بچاتے رہتے ہیں۔ کیونکہ کمیونسٹ یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ مجاہدین عام لوگوں کا بڑا خیال رکھتے ہیں اور اگر کہیں عام شہریوں کو کسی حملے یا جھڑپ میں نقصان پہنچتا ہے۔ تو پھر ملحد حکمران مجاہدین کے خلاف پروپیگنڈہ کرکے شور مچاتے ہیں کہ مجاہدین عام لوگوں کو مار رہے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ نجیب اپنے اقتدار اور اپنے آپ کی حفاظت کے لئے عام لوگوں کو قربان کر رہا ہے۔ جس کی بہتر مثال یہ ہے کہ شاہ نواز تنی نے اقتدار پر قبضے کے لئے بہت سے شہریوں کو مار کر لقمۂ اجل بنا دیا اور نجیب بھی اقتدار پر قابض رہنے کے لئے ایک شب و روز میں بے شمار شہری بمباری و گولہ باری اور دیگر ہتھیاروں سے ہلاک کر دئیے لیکن پھر بھی کابل کے شہریوں نے نجیب پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور اس کی حکومت کے خلاف یہ

پوچھنے کے لئے نہیں اٹھے کہ بھئی تمہارے اور تنی کے درمیان تو کفر اور اسلام کا مسئلہ نہیں بلکہ اقتدار کا مسئلہ تھا پھر آپ نے اپنی اقتدار کے لئے اتنے لوگ کیوں قتل کئے۔

دوسرا رخ صوبوں سے جھگڑے کی صورت میں کابل پر قبضہ کرنے کی ہے جس کے طویل مدت بعد زیادہ اخراجات درکار ہیں اور اس میں جانی نقصانات بھی زیادہ ہیں، چنانچہ ان صورتوں میں کابل پر ایک بڑے اور عمومی حملے کی منصوبہ بندی اور کوشش ایک مناسب اور اچھا اقدام ہے بشرطیکہ یہ اقدام نہایت ہوشمندی اور تمام جہادی قوتوں کی طرف سے متحدہ طور پر انجام پائے کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ ایک کمانڈر یا ایک جہادی تنظیم پروگرام کے مطابق حملے کا آغاز کرے اور دوسرے بے خبر رہ جائیں یا حملے میں حصہ لینے سے لاتعلق ہو جائیں۔

مطلب یہ ہے کہ پہلے جہادی تنظیمیں ایک دقیق پروگرام مرتب کرنے پر متفق ہو جائے پھر سب اس پر عملدرآمد کی راہیں ڈھونڈیں۔

سوال: کیا عرب ممالک کی طرف سے مجاہدین کو ملنے والی امداد پر مسئلۂ خلیج کی وجہ سے کوئی اثر پڑا ہے یا نہیں؟

جواب: غیر ملکی اس قسم کے پروپیگنڈے کر رہے ہیں کہ افغانستان کے مقابلے میں خلیج کے مسئلے کو اہم اور بڑا ظاہر کیا جائے تاکہ اس طرح افغان مسئلے کی اہمیت کم کر کے اسے پس پشت ڈلوا دیا جائے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کویت پر عراقی حملہ روس کے ایما پر مکمل ہوا ہے، جارحیت سے قبل امریکہ کی پشت پناہی پر کویت نے عراق کے ساتھ مذاکرات کے ذریعے مسئلہ حل نہ کیا اور عراقی تقاضوں کے جواب میں منفی ردعمل ظاہر کیا۔ اس طرح روس اور امریکہ اپنی سازش میں کامیاب ہو گئے۔

خلیج کے بحران کی وجہ سے مجاہدین کی امداد میں کمی ایک فطرتی بات ہے

سوال: حزب اسلامی (حکمت یار) اور جمعیت اسلامی کے باہمی اتحاد کی غرض سے ایک شوریٰ بنی ہے۔ جو دونوں کے اتحاد کے لئے کام کر رہی ہے اور دونوں لیڈروں نے اس سلسلے میں عہد بھی کر لیا ہے آپ اس قسم کے اقدامات کو کس طرح دیکھتے ہیں؟

جواب: جہادی تنظیموں کے درمیان اتحاد اور عمومی طور پر تمام افغان مسلمانوں کا اتحاد ہر وقت ضروری ہے اور خاص طور پر موجودہ شرائط میں تو انتہائی اہم اور لازمی کام ہے۔ اس لئے حزب اسلامی اور جمعیت اسلامی کے درمیان اتحاد اور بالآخر سبھی اسلامی پارٹیوں کے درمیان وحدت و یکجہتی ایک اچھا اقدام اور تمام افغانوں کی کامیابی ہے، لیکن اگر وہ باہم اس لئے متحد ہو جاتے ہیں کہ دیگر تنظیموں کا مقابلہ کر سکے تو یہ کارِ خیر نہیں۔ بہر حال حقیقت اللہ جانتا ہے لیکن ہماری آرزو ہے کہ ان دونوں تنظیموں کا اتحاد تمام اسلامی تنظیموں کے اتحاد کا باعث بن جائے اور جو بدبختیاں ان کے نفاق کی وجہ سے رونما ہوئی ہیں مٹ جائیں۔

سوال: موجودہ حالات میں سقوطِ کابل کے لئے کامیاب اور مختصر طریقہ کیا ہو سکتا ہے؟

جواب: کامیابی کے لئے مختصر راستہ جہاد کی وسعت، موریوں کی مضبوطی اور تنظیموں کے درمیان مکمل اتحاد ہے تنظیموں کے اتحاد سے تمام جہادی کمانڈر باہم متحد ہو جائیں گے اور دہری حکومت کے خاتمے کے لئے متحدانہ طور پر اپنی قوت و توانائی بروئے کار لائینگے ہمیں اطمینان ہے کہ اس طرح نجیب انتظامیہ بہت جلد گرا دی جائے گی۔

عوام کے جان و مال کے تحفّظ کی خاطر

مجاہدین خوست شہر پر گولے برسانے سے گریز کر رہے ہیں!

الحاج مولانا جلال الدین حقانی نے مجاہدین کی طرف سے طویل عرصہ سے خوست کے محاصرے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ:

خوست مرکز اور اس کے ارد گرد سارے علاقے پر مجاہدین کو مکمل طور پر کنٹرول حاصل ہے اور بعض علاقوں میں دشمن پر محاصرے کا دائرہ تنگ سے تنگ تر ہو رہا ہے، خوست فضائی اڈہ مسلسل مجاہدین کے محاصرے میں ہے اور دشمن کے طیاروں کو پرواز کی شدید دشواریوں کا سامنا ہے۔ اس ائیرپورٹ پر نہ تو دشمن کے طیارے اتر سکتے ہیں اور نہ ہی یہاں سے پرواز کر سکتے ہیں بلکہ کابل انتظامیہ کے ہوا باز بڑی مشکل سے پیراشوٹوں کے ذریعے اپنے محصور فوجوں کے لئے خوراک اور رسد پہنچاتے ہیں۔

مجاہدین نہیں چاہتے کہ محصور شہر خوست پر تسلط حاصل کرنے کے لئے اپنے عوام کی زندگیاں خطرے میں ڈال دیں اور شہر کے رہائشی مقامات پر میزائل اور بھاری اسلحہ سے بے تحاشا گولے برسائے، ایسا کرنے کی صلاحیت رکھنے کے باوجود مجاہدین یہ نہیں چاہتے کہ ان کے عوام کو جانی و مالی نقصان پہنچ جائے۔

بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ عوام کے جان و مال نقصانات سے محفوظ رہیں اور خوست شہر پر مجاہدین کو مکمل قبضہ بھی حاصل ہو، مجاہدین سب ڈویژنل ہیڈکوارٹر خوست اور فضائی اڈہ کے گرد اپنا محاصرہ مسلسل برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ مجاہدین خوست کے نواحی علاقوں میں دشمن کی حفاظتی چوکیوں اور فوجی ٹھکانوں پر کامیاب حملے کرتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے خوست کا محاصرہ روز بروز تنگ سے تنگ تر ہوتا جا رہا ہے۔ چنانچہ دشمن کی اکثر و بیشتر حفاظتی چوکیاں مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوتی رہی ہیں اور اکثر فوجی موقع پاتے ہی اپنے اسلحہ سمیت مجاہدین سے آملتے ہیں۔

اس بناء پر اگر ہم خوست شہر پر جو مجاہدین کے محاصرے میں ہے قبضہ حاصل کرنے کی خاطر عام حملہ کر کے بھاری اسلحہ استعمال میں لائیں تو اس سے مفید نتائج حاصل نہیں ہو سکتے بلکہ الٹا بے گناہ عوام کو بڑی جانی و مالی نقصانات پہنچانے کا باعث بن سکتا ہے۔ چنانچہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے عام حملہ کی بجائے مجاہدین نے دوسرا طریقہ اپنایا ہے۔ تاکہ ایک طرف عوام مزید نقصانات سے محفوظ رہیں، اور دوسری طرف مجاہدین اپنے مقصد کے حصول میں کامیابی حاصل کر سکے

تحریر : سجاد گل پشاور

خلیج کی تازہ ترین صورتحال

خلیج کی بگڑتی ہوئی صورتِ حال کا ذمہ دار عراق ہے، عراق جو ایک مسلم ریاست ہے نے اپنی ہی ہمسایہ مسلم ریاست کویت پر ۲ اگست ۱۹۹۰ کو حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا

آج خلیج کی صورتِ حال جتنی خطرناک پریشان کن اور عبرت انگیز ہے. شاید کبھی نہ ہوئی ہو. ساری دنیا کی نگاہیں یہاں گزرنے والے ہر لمحہ پر لگی ہوئی ہیں ۔ حالات کچھ ایسے ہیں کہ معلوم نہیں کیا سے کیا ہو جائے. کویت پر عراق کے اس جارحانہ قبضہ کو ساری دنیا اور خاص طور پر خود عرب ممالک نے بڑی حیرت سے دیکھا ہے. بہت سوں کو تو یقین ہی مشکل سے آیا. کہ عراق اپنے برادر ملک کویت کے خلاف ایسا کر سکتا ہے، اس حیرت اور بے یقینی کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ آٹھ سال تک لڑی جانے والی عراق ایران جنگ میں کویت اور سعودی عرب نے عراق کی بے پناہ مالی امداد کی تھی. اور اسی امداد کے باعث عراق ایران کے مقابلے میں ڈٹا رہا. کیونکہ اُسے پشت سے حمایت حاصل تھی اسی حمایت و تائید کے بل بوتے پر وہ جنگ لڑ رہا تھا. اگر کویت اور سعودی عرب کی اُسے حمایت حاصل نہ ہوتی، تو عراق کب کا ایران کے خلاف جنگ ہار چکا ہوتا اور صدام کی حکومت ختم ہو چکی ہوتی ۔

آج عراق کی فوجی طاقت اور جنگی ساز و سامان کی افراط بھی کویت اور سعودی عرب کی دولت کی بدولت ہے، لیکن عراق نے کویت پر قبضہ کر کے احسان فراموشی کی جو بدترین مثال قائم کی ہے، اس کی حمایت عراق کے محدود دوستوں نے بھی نہیں کی. اب عراق کے ارادے اپنے محسن سعودی عرب کی طرف بھی جارحانہ نظر آتے ہیں اور اس نے اپنی فوجیں سعودی سرحدوں پر لا کھڑی کی ہیں. کویت کے خلاف جارحیت سے قبل ہی صدام کی نیت کویت کے بارے میں مثبت نہیں تھی. کیونکہ آٹھ سالہ جنگ کے بعد جب اُس کی اقتصادی حالت تباہ ہو کر رہ گئی. ان نقصانات کو پورا کرنے کے لئے اُسے سرمائے کی ضرورت تھی. اور یہیں سے اُس کی نیت میں فتور پیدا ہوا. اُس نے ایک منصوبے کے تحت کویت پر الزام لگایا. کہ کویت نے اُس کی سرحد سے تیل چوری کیا ہے اور وہ اس کا ہرجانہ اربوں ڈالر کی صورت میں ادا کرے اس بات سے عرب ممالک کو تشویش لاحق ہو گئی، اُنہوں نے مصالحت کرانے کی حتی الوسع کوشش کی، حتیٰ کہ کویت ایک حد تک ہرجانہ دینے پر آمادہ بھی ہو گیا. لیکن عراق اپنے مطالبے سے تھوڑا سا بھی دستبردار نہ ہوا اور بات چیت ناکام ہو گئی ۔

ایک بات یہ کہ کویت کئی برسوں سے یہاں سے تیل نکالتا رہا ہے. لیکن عراق نے اس سے پہلے کبھی اعتراض نہیں کیا تھا. بہر حال بات چیت کی ناکامی کے بعد عراق نے صبر نہ کیا. اور ریراتوں رات ۱۲ راگست کو کویت پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا. کویت ہی نہیں تمام عرب ممالک اور ساری دنیا عراق کے اس غاصبانہ قبضے پر حیرت زدہ ہے ۔

عراق کے کویت پر حملے سے کویت اور عراق کے باشندوں کو بھی ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے. سب سے پہلا اور بڑا نقصان تو یہ کہ عراق اور کویت میں مقیم کئی لاکھ

غیر ملکی جو کویت اور عراق میں کام کرتے تھے اپنے ملکوں کو چھوڑ چھاڑ کر پردیس میں نوکریاں کرتے تھے۔ ناقابلِ بیان مصائب کا شکار ہو گئے ہیں۔ پُرمسرت زندگی گزارنے والے لاکھوں خاندانوں میں صفِ ماتم بچھ گئی ہے۔ پاکستان کے تقریباً ایک لاکھ سے زائد افراد اور چھ ہزار افغان مہاجرین کویت اور عراق میں تھے حملے کے بعد انہیں کویت سے واپس آنا پڑا۔ جب کہ عراق کی حکومت نے بعض پاکستانیوں کو جو ماہر ٹیکنیشن تھے روک لیا۔ تب طویل مذاکرات کے بعد انہیں چھوڑا گیا۔ لہٰذا خلیج میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے پاکستانی اور افغانی قوم بھی براہِ راست متاثر ہو رہی ہے۔

دکھ کا پہلو تو یہ ہے کہ یہ جو سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں جو پاکستانی بے روزگار ہو کر آتے ہیں یہ کیا کریں گے۔ ان کا کیا بنے گا۔ یہ باشندے اپنا سب کچھ دیارِ غیر میں چھوڑ کر آئے ہیں

دوسری بڑی بات خلیج کے بحران کی وجہ سے تمام اقوامِ عالم میں تیل کا بحران پیدا ہو گیا ہے۔ تیل پیدا کرنے والے ممالک میں اول سعودی عرب، دوئم کویت اور سوئم عراق تھا۔ لیکن اب کویت کی املاک پر عراق نے قبضہ کر لیا ہے اور حتیٰ کہ ۲۹ر اگست کو عراق نے کویت کو اپنا ۱۹واں صوبہ بھی قرار دے دیا اور کہا کہ یہ پہلے بھی عراق ہی کا حصہ تھا۔

تیل کے بحران سے جہاں دوسرے ممالک کو تکلیف کا سامنا ہے۔ وہاں پاکستان کو بھی اسی تکلیف کا سامنا ہے۔ ملک میں تیل کا بحران پیدا ہونے والا ہے،

عراق کی اس ہٹ دھرمی کی بنا پر مغربی ممالک نے اُسے تنبیہہ کی کہ وہ فوراً کویت پر سے اپنا غاصبانہ قبضہ ختم کرے، لیکن عراق نے یہ پیشکش مسترد کر دی۔ تو دوسرے ممالک نے بھی ایکشن لیا، امریکہ، برطانیہ وغیرہ نے اُس کی اقتصادی امداد بند کر دی۔ اُسے خوراک کی ترسیل بھی بند کر دی۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق عراق میں دودھ اور دیگر اشیائے خورد و نوش کی قلت کے باعث بچے بھوکوں مر رہے ہیں، ضروریاتِ زندگی کی اشیاء کی کمی کی وجہ سے بچے بھوک سے ہلاک ہو رہے ہیں، عراق میں روٹی پانی ادویات اور کپڑوں کے علاوہ بچوں کے لئے دودھ تک کی ترسیل بند ہے۔ نوبت یہاں تک آ گئی ہے۔ کہ روٹی کے ایک ٹکڑے پر لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں۔ ایک اطلاع کے مطابق اُردن کے گرم صحرا میں پناہ لینے والے ۵۰ ہزار ایشیائی باشندے موت و حیات کی کشمکش میں ہیں۔ ان افراد کی حالتِ زار کا ذمہ دار عراق ہے۔ جس نے پاکستان سمیت کئی ایشیائی ممالک سے کہا ہے کہ وہ کویت اور عراق میں پھنسے ہوئے اپنے باشندوں کے لئے خوراک کا بندوبست خود کریں کیونکہ وہ اس قابل نہیں کہ انہیں خوراک مہیا کر سکے۔

اُدھر عراق نے جب سے سعودی عرب پر حملے کی دھمکی دی ہے۔ تو تمام مسلمانانِ عالم بالخصوص اور اقوامِ عالم کو بالعموم تشویش لاحق ہو گئی ہے۔ امریکی حکومت نے اپنی فوج کو سعودی عرب کے تحفظ کے لئے شاہ فہد کی درخواست پر سعودی عرب بھیجی ہے، ہزاروں کی تعداد میں امریکی فوج بمعہ اسلحہ کے جمع کر دی گئی ہے، سعودی عرب کا خزانہ اب امریکی اور دیگر افواج کی تنخواہوں اور اُن کی جنگی ضروریات پر صرف ہو رہا ہے، معمولی حیثیت کا امریکی سپاہی کم از کم ۱۵ ہزار ڈالر ماہانہ تنخواہ لے گا۔ عراق کی بداندیشی اور احمقانہ کارروائی نے جہاں خود کو خطرات میں ڈال دیا ہے وہاں دوسروں کو بھی اُس نے مشکلات میں ڈال رکھا ہے۔

اس وقت خلیج میں امریکہ کے ایک لاکھ سے زائد فوجی موجود ہیں، جن کا تعلق بحری، بری اور فضائی افواج سے ہے۔ اب یہ تعداد ڈیڑھ لاکھ تک ہو جائے گی، اس کے ساتھ ساتھ خلیج میں اس وقت ۵۰ جنگی جہاز موجود ہیں، جن میں تین طیارہ بردار ہیں، ان میں سے ہر ایک کے عملے کی تعداد ۵۰۰ ہے۔

یہ تمام مشکلات صرف عراق کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں، نہ عراق کویت پر حملہ کرتا، اور نہ ہی امریکی فوج کو جرأت ہوتی کہ وہ سعودی

عرب جیسی مقدس سرزمین جس میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور دوسرے مقدس مقامات ہیں قدم رکھتی۔ یہ موقع اُسے خود مسلمان ملک عراق کے غلط اقدام نے فراہم کیا ہے۔

اب عراق نے مزید ایک دھمکی دی ہے اُس نے اپنے عوام سے جنگ کی تیاری کے لئے کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ اب تک ہونے والی لڑائیوں کی ماں ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی عراقی وزیر اطلاعات نے خبردار کیا ہے کہ حملے کی صورت میں عراق خلیج میں تیل کے تمام کنوئیں نذرِ آتش کر دے گا۔ عراق کی یہ دھمکی بہت سنگین ہے کہ وہ تیل کے کنوئیں ہی جلا ڈالے گا ادھر امریکہ نے بھی کہا ہے کہ اقتصادی ناکہ بندی اور سفارتی دباؤ بے اثر ہوا تو جنگ چھڑ جائے گی۔ اگر جنگ چھڑ گئی تو پھر دنیا کا کوئی ملک محفوظ نہیں رہے گا۔ اور عراق کویت تنازعے سے سب سے بڑا فائدہ اسرائیل کو پہنچے گا۔ کیونکہ اُس کی تو پالیسی ہی یہ ہے کہ عرب جو کہ اُس کے ازلی دشمن ہیں ایک دوسرے سے لڑیں اور اس طرح وہ ملک جہاں امن وسکون ہے جو امن کا گہوارہ ہیں وہ بھی اس جنگ کی لپیٹ میں آجائیں گے۔

صدام حسین اپنی قومی افادیت کھو چکے ہیں۔ ہر کوئی شہری صدام حسین کے رویّے اُس کے اقدام سے اُس کی ذات سے نفرت کرتا ہے۔ جس کی عکاسی اس واقعے سے ہوتی ہے۔ عراق کے صدر صدام حسین نے ۶ ستمبر کو پہلی بار مقبوضہ کویت کا دورہ کیا۔ جب وہ کویت پہنچے تو اُس کے استقبال کے لئے کوئی شہری موجود نہیں تھا۔ کویت شہر سنسان پڑا تھا، صرف فوجی گاڑیاں دوڑ رہی تھیں۔ صدام حسین کی آمد پر سخت اقدامات کئے گئے تھے۔

عراقی صدر صدام حسین کے اس جارحانہ اقدام کا اثر فلسطین، کشمیر اور افغانستان میں مسلمانوں کی آزادی کی تحریکوں پر بھی پڑا، جہاں مزاحمت کرنے والوں کو کویت اور سعودی عرب سے امداد ملتی رہی ہے۔

کویت پر عراقی قبضے سے ایک تو کویت کی طرف سے دی جانے والی امداد یکسر منقطع ہو گئی جو افغان مجاہدین کو امداد دینے والے ممالک میں سرفہرست تھا۔ دوسرے نمبر پر سعودی عرب تھا۔ جس نے اگرچہ افغان مجاہدین کی امداد جاری رکھی ہے، لیکن خود اس کے اخراجات غیر ملکی فوجوں کی موجودگی کی وجہ سے بڑھ گئے ہیں اور وہ اپنے مسائل میں پھنس گیا ہے، عالم اسلام کو اسی بحران سے نکالنے اور تیسری عالمی جنگ کا راستہ روکنے کے لئے ضروری ہے کہ عراق غیر مشروط طور پر اپنی فوجیں کویت سے نکال لیں اور کویت کے ساتھ اپنے مسائل اور اختلافات باہم مل بیٹھ کر مذاکرات کی میز پر طے کریں۔

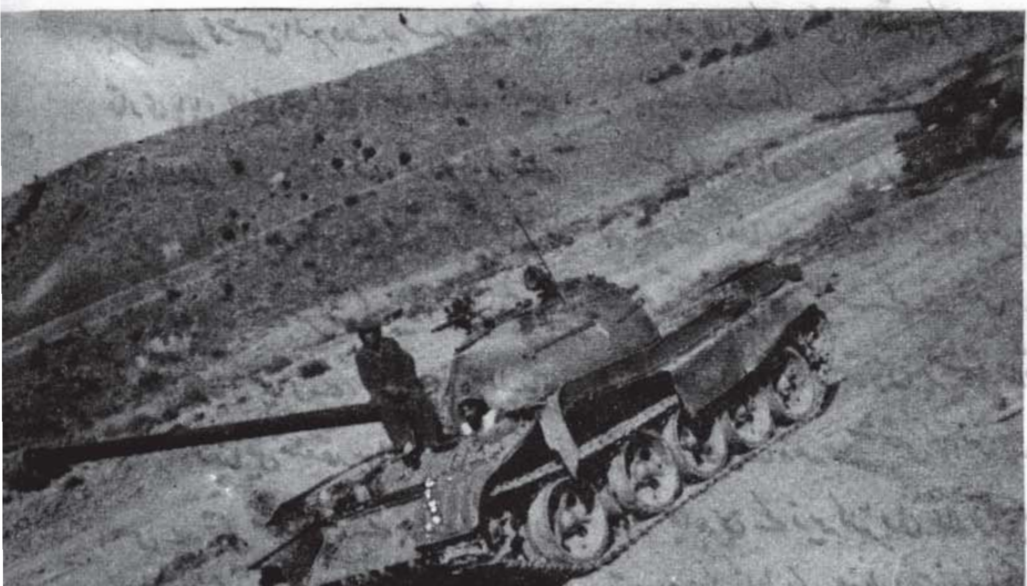

مجاہد کمانڈروں کی شوریٰ کے اجلاس کا
مشترکہ اعلامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والسلام علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ۔

امابعد:

۱۰ اکتوبر کو افغان مجاہدین کی فیلڈ کمانڈروں کی عمومی شوریٰ کے کیمش کا اجلاس شمالی افغان صوبے بدخشان کے علاقے توپخانے میں منعقد ہوا۔ جس میں الحاج مولوی جلال الدین حقانی، انجنیئر احمد شاہ مسعود، جنرل سید محمد حسن المعروف بہ سید جگرن، قاری بابا، حاجی عبدالحق، ملا ملنگ، خلیفہ عبدالواحد، محمد امین وردگ، محمد انور، محمد بلال نیرم، کرنل نظری اور دیگر ممتاز مجاہد کمانڈروں وشخصیات نے شرکت کی۔ یہ اجلاس انتہائی پرامن، بھائی چارے، خلوص اور حمیت کی آزاد فضا میں منعقد ہوا۔

اس سے قبل منعقد ہونے والے کمانڈروں کی شوریٰ کے دو اجلاسوں کا خلاصہ رپورٹ اور اس میں منظور ہونے والی قراردادوں اور کئے گئے فیصلوں سے اجلاس کے شرکاء کو آگاہ کیا گیا۔ اور ان فیصلوں و تجاویز کی روشنی میں افغان جہاد کی موجودہ صورتحال اور اس سلسلے میں آئندہ اٹھائے جانے والے اقدامات پر غور و خوض ہوا، اجلاس کے شرکائے کمانڈروں کی شوریٰ کے مقاصد اور اس کے اجلاسوں میں کئے گئے فیصلوں پر عمل درآمد کرنے پر مکمل اتفاق رائے کا اظہار کیا۔ اس اجلاس کے اہم فیصلے درج ذیل ہیں۔

۱۔ فوجی اقدامات کے سلسلے میں ایک متحدہ اور مربوط حکمت عملی کا تعین کرنا اور بیک وقت ملک کے مختلف حصوں میں منظم کارروائیاں شروع کرنا۔

۲۔ پورے افغانستان کو نو انتظامی یونٹوں میں تقسیم کرکے ہر یونٹ کے لئے علماء، کمانڈروں اور قومی رہنماؤں پر مشتمل علاقائی شوریٰ سے ایک ذمہ دار شخص کا انتخاب۔

۳۔ مجاہدین کے زیر کنٹرول علاقوں میں قیام امن کی خاطر ایک منظم انتظامی نظام کی تشکیل اور مجاہدین کے لئے رسد پہنچانے والے راستوں کی حفاظت۔

۴۔ جہادی کمانڈروں کی شوریٰ کی سرگرمیوں کے آگے بڑھانا اور انہیں باہم مربوط کرنے کی خاطر ایک مشترکہ واحد نمائندہ انتظامی نظام کی تشکیل۔

۵۔ روسی کٹھ پتلی انتظامیہ پر واضح کرنا کہ وہ ملک میں خون خرابے اور تباہی کی خاطر مسلسل بارہ سالوں سے جاری جنگ، ظلم اور زیادتی کے خاتمے کے لئے اقتدار افغانستان کے مسلمان اور مجاہد ملت کے حوالہ کر دے۔

جب تک مزدور انتظامیہ ہماری مسلمان قوم کے اس ارمان کو پورا کرنے کے سامنے سر تسلیم خم نہ کر دے ہمارا مسلح جہاد کٹھ پتلی انتظامیہ کے خاتمے اور ایک اسلامی حکومت کے قیام تک بدستور جاری رہے گا۔

۶۔ کٹھ پتلی رژیم سے متعلق وہ لوگ جو مجاہدین کے عام معافی کے اعلان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجاہدین سے ملتے ہیں انہیں جان و مال کا تحفظ فراہم کرنا۔

الحاج مولوی جلال الدّین حقانی کا
پریس کانفرنس سے خطاب

۱۶ر اکتوبر ۱۹۹۰ء کو ۳ بجے بعد از ظہر پشاور میں افغانستان کے جیالے جہادی کمانڈروں کی ایک اخباری کانفرنس ہوئی جس میں داخلی، خارجی اور مقامی صحافیوں نے کثیر تعداد میں حصہ لیا تھا۔

کانفرنس کے آغاز میں جناب الحاج مولانا جلال الدین حقانی نے جہادی کمانڈروں کی نمائندگی کرتے ہوئے جہادی کمانڈروں کی "شوریٰ" کے بارے میں مختصر طور پر اخبار نویسوں کو معلومات فراہم کیں انہوں نے کہا کہ یہ "شوریٰ" افغانستان کے تمام جہادی قوتوں کے اتحاد اور شوریٰ کی وسعت کی راہ میں ایک اہم اقدام تھا۔ جو افغانستان کے مشرق و مغرب، شمال اور جنوب کے درمیان اتصال کی کڑی اور باہمی تعاون کی حیثیت اختیار کر گیا۔

جناب حقانی صاحب نے کہا۔ کہ اب اس شوریٰ میں افغانستان کے شیعہ، سنی اور دیگر طبقات کے نمائندے شرکت کر رہے ہیں۔

حقانی صاحب نے کہا کہ دشمن کے خلاف تمام مجاہدین کی واحد حکمت عملی جہادی کمانڈروں کا بڑا مقصد ہے۔ منتشر اور غیر منظم کاروائیوں کی بجائے مجاہدین کو دشمن کی حفاظتی چوکیوں، مراکز اور دیگر مقامات پر متحدانہ طور پر بہ یک وقت کاروائیاں انجام دینا چاہیئے مثال کے طور پر اگر مجاہدین قلات پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو دوسرے علاقوں کے مجاہدین کو چاہیئے کہ اسی وقت وہ قندھار اور شین ڈھنڈ کے ہوائی اڈوں کو اپنا نشانہ بنا دے تاکہ دشمن میں یہ سکت باقی نہ رہے کہ وہ زابل میں مجاہدین پر بمباری کر سکے اور اگر اس حملے کے دوران دشمن کے زمینی دستے قلات میں محصور دستوں کی امداد کے لئے جاتے ہیں۔ تو راستے ہی میں ان پر حملہ کر کے انہیں ختم کر دینا چاہیئے۔ اس وقت مجاہدین اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ مختلف علاقوں میں ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے مواصلاتی رابطہ رکھتے ہوئے ایک ہی وقت

میں دشمن کے خلاف منظم، بھرپور اور مربوط حملے کر سکتے ہیں۔

حقانی صاحب نے کہا کہ مجاہدین کو رسد پہنچانے والے راستوں سے مختلف تنظیموں کے کھڑے کئے گئے روکاوٹوں اور پھاٹکوں کو ہٹانا اس شوریٰ کے عملی اقدامات میں سے ایک اور اہم قدم تھا۔

جناب الحاج حقانی صاحب نے آخر میں کہا کہ جہادی کمانڈروں کی شوریٰ کا ایک عمومی اجلاس اگلے سال موسم بہار میں منعقد ہوگا جس میں موجودہ فیصلوں پر عمل درآمد کی مفصل رپورٹ پیش کی جائے گی اور دیگر مناسب فیصلے بھی کئے جائیں گے۔

مولوی جلال الدین حقانی کے بعد کمانڈر جناب محمد انور خان نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جہادی کمانڈروں کی شوری کا متفقہ ومشترکہ اعلامیہ پڑھ کر سنایا جبکہ اس اعلامیے کا انگریزی ترجمہ تحریری طور پر صحافیوں میں تقسیم کیا گیا۔

مشترکہ اعلامیہ کے دو اہم نکات درج ذیل ہیں :

۱۔ ایک واحد حکمت عملی کا تعین کرنا جس کی بنا پر افغانستان میں مجاہدین بہ یک وقت کاروائیاں انجام دے سکیں۔

۲۔ پورے افغانستان کو انتظامی لحاظ سے زون اور حوزوں کی شکل میں تقسیم کرنا۔ جن میں سے ہر زون میں ایک با صلاحیت شخص کا تعین کیا جائے گا۔ اور یہ کام علماء، کمانڈروں اور قومی رہنماؤں کی باہمی مشاورت کے ذریعے انجام پائے گا۔

بعد میں پریس کانفرنس میں موجود صحافیوں نے کمانڈروں سے مختلف امور پر سوالات کئے۔ کمانڈروں نے ان استفسارات کے جواب دیئے۔ اس سوال کے جواب میں کہ کمانڈروں کی شوریٰ کے اجلاس تسلسل کے ساتھ منعقد نہیں ہوا کرتے اور ان میں طویل وقفہ ہوتا ہے، کیا یہ صورت حال جہاد میں تیزی اور سرعت لانے کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے۔

جناب الحاج مولوی جلال الدین حقانی نے کہا کہ اجلاسوں کے درمیان وقفہ جہاد کی تیزی پر اثرانداز نہیں ہوسکتا نہ ہی اجلاسوں کے انعقاد سے جہاد میں وقفہ آتا ہے بلکہ اجلاسوں کے دوران بھی ہر علاقے میں جہاد بدستور منظم طریقے سے جاری رہتی ہے اور باہمی اجلاسوں میں طے پانے والے فیصلوں کی روشنی میں اسے

مزید منظم کیا جاتا ہے۔

کابل پر مجاہدین کے مشترکہ حملے سے متعلق سوال کے جواب میں جناب کمانڈر حقانی نے کہا کہ جہادی کمانڈروں کی شوریٰ کے اس اجلاس میں کابل پر مجاہدین کے حملے کے بارے میں عام بحث ہوئی قطع نظر اس کے کہ یہ حکمت یار صاحب کا منصوبہ ہے یا کسی اور کا۔ ہم نے عام طور پر موجودہ شرائط و حالات کے تحت کابل پر مجاہدین کے مشترکہ اور عام حملے کا جائزہ لیا۔ اراکین اجلاس اس نتیجے پر پہنچے کہ فی الحال جب کہ موسم سرما کی آمد آمد ہے، نیز وہاں ۳۰ لاکھ کے لگ بھگ عام شہری زندگی بسر کر رہے ہیں اور حملے کی صورت میں ان کا بحفاظت رہنا مشکل اور بعید از امکان ہے۔ اس لئے جہادی کمانڈروں نے فی الحال کابل میں چھاپہ مار اور باہر سے معمول کی جنگی کاروائیوں نیز شہر کو بدستور محاصرے میں رکھنے کو مناسب سمجھا چونکہ حکمتیار صاحب نے کمانڈروں سے نہ تو کوئی مشورہ کیا ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں کسی کمانڈر کو اعتماد میں لیا ہے نہ ہی اپنا منصوبہ کمانڈروں کو بتایا ہے اس لئے اس منصوبے پر کوئی بات نہیں ہوئی البتہ اگر وہ اپنے منصوبے کے مطابق حملہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم انہیں روکتے بھی نہیں۔

ایک اور سوال کے جواب میں الحاج حقانی صاحب نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا کہ جناب حکمت یار صاحب کی حزب اسلامی کے بعض کمانڈروں نے (شوریٰ) کے دوسرے اجلاس میں شرکت کی تھی اور آئندہ اجلاسوں میں بھی ان کی شرکت متوقع ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک تو کمانڈروں کی شوریٰ کے اجلاس میں پارٹی تعلق کی بنیاد پر کمانڈروں کو نہیں بلایا گیا تھا۔ دوسرے یہ کہ مواصلاتی وسائل نہ ہونے کے باعث تمام جہادی کمانڈروں سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔

الحاج حقانی صاحب نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا:
کہ مجھے ہرگز یہ یقین نہیں کہ حکومت پاکستان نے دباؤ ڈال کر مجاہدین کو کابل پر حملے کے لئے آمادہ کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ یہ افغانوں کا جہاد ہے افغانستان میں جو بھی کاروائی انجام پاتی ہے وہ مجاہدین کے ارادے اور منصوبے ہی سے انجام پاتی ہے۔ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ باہر سے اس سلسلے میں افغان مجاہدین پر دباؤ ڈالا جائے۔

افغانستان کے جہادی کمانڈروں کی شوریٰ کا اجلاس اختتام پذیر ہوا

اطلاعات کے مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو افغانستان کے اندر صوبہ بدخشان کے علاقہ توپخانہ میں افغانستان کے جہادی کمانڈروں کے شوریٰ کا اجلاس ہوا۔

اجتماع کا آغاز قرآن عظیم الشان کی تلاوت پاک سے ہوا۔ تلاوت کے بعد کمانڈر جناب اختر محمد (ٹولواک) نے صوبہ پکتیا میں منعقدہ کمانڈروں کی شوریٰ کے پہلے دو اجلاسوں کا خلاصہ پیش کیا۔ واضح رہے کہ یہ ابتدائی دو اجلاس صوبہ پکتیا میں الحاج مولوی جلال الدین حقانی صاحب کے جہادی مرکز "ژوار" میں ۷ مئی اور ۲۳ جون ۱۹۹۰ء کو ان ہی کی صدارت میں منعقد ہوئے تھے۔ ان اجلاسوں کی کاروائیوں کا خلاصہ پیش کرنے کے بعد جناب الحاج جلال الدین حقانی صاحب نے مجاہد کمانڈروں کی موجودہ شوریٰ کی اہمیت کے بارے میں دانشمندانہ خطاب کیا اور اپنی تقریر کے دوران جناب انجنیئر احمد شاہ مسعود کا نام جو بعض مصروفیات کی وجہ سے مجاہد کمانڈروں کے گذشتہ دو اجتماعات میں شرکت نہ کر سکے تھے، موجودہ اجتماع کی صدارت کے لئے تجویز کیا جو شوریٰ کے تمام اراکین کی طرف سے اتفاق رائے سے منظور کر لیا گیا۔ بعد میں شوریٰ کے اجتماع کے ایجنڈے کے تعین پر بات چیت ہوئی۔ اجتماع کی کاروائی دوسرے روز صبح ۹ بجے شروع ہوئی، جس میں ایجنڈے میں شامل تمام موضوعات زیر بحث آئے، ساتھ ہی ۹ جہادی کمانڈروں پر مشتمل ایک کمیشن بھی قائم کیا گیا اور اسے یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ جہاد سے متعلق تمام مسائل پر غور کر کے ایک رپورٹ تیار کرے اور اسے پھر کمانڈروں کے عمومی اجتماع میں پیش کریں کمیشن جن افراد پر مشتمل تھا ان میں صوبہ پکتیا سے جناب الحاج مولانا جلال الدین حقانی اور اختر محمد "ٹولواک"۔ صوبہ پروان و کاپیسا سے جناب انجنیئر احمد شاہ مسعود۔ صوبہ کابل سے جناب حاجی عبدالحق، جناب محمد بلال (نیرم) اور جناب محمد انور۔ صوبہ بغلان سے جناب عبدالحیٔ (جقجو) ۔ صوبہ قندہار سے جناب صالح محمد عرف ملا ملنگ اور صوبہ غزنی سے جناب سید جگرن شامل ہیں۔

کمیشن میں شامل کمانڈر صاحبان سمیت جہادی کمانڈروں کی شوریٰ کے اس اجلاس میں مختلف صوبوں سے کل ۳۴ جیالے اور نامور کمانڈروں نے شرکت کی جن میں صوبہ غزنی سے قاری بابا اور اللہ یار، وردگ و میدان سے امین (وردگ) ھلمند سے خلیفہ عبدالواحد، قندہار سے سید اکرام الدین اور ڈاکٹر شمس بغلان سے مولوی محمد عمر عرف (گجر اخونزادہ) میدان سے جناب جوادی، کابل سے جناب علوی اور فضل الکریم، پروان سے جناب عظیمی، تخار سے عبدالاحد، پنجشیر سے جناب قانونی، بلخ سے مولوی عبدالعزیز، ہرات سے کرنل اسمٰعیل خان کے نمائندے جناب حاجی قاری، پکتیا سے حاجی میرزا، قندہار سے مولوی فاروق، پکتیا سے حاجی عبدالباری اور حاجی محمد امین، ننگرہار سے حاجی نصر اللہ بریالے، پروان سے ڈاکٹر نجیب اللہ اور ہرات سے کرنل غلام محمد "نظری" اور جناب طاہر "زمانی" شامل ہیں۔

یہ اجتماع بھی گذشتہ دو اجتماعات کی طرح ایک قرارداد منظور کرنے کے بعد ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو ختم ہوا۔

سازشوں اور کٹھ پُتلی انتظامیہ کا توڑ

باھمی اِتحاد و یگانگت

تحریر۔ س۔ ص

روسی فوجوں کو افغانستان سے فرار ہوئے دو سال ہونے کو ہیں لیکن اب تک روس کی کٹھ پتلی انتظامیہ بدستور قابض ہے اور اسے ختم نہیں کیا جا سکا ہے۔ اس کی ایک وجہ جہاں روس کی طرف سے مسلسل اسلحہ و گولہ بارود اور جدید ترین ہتھیاروں کی مسلسل فراہمی ہے وہاں مجاہدین کے درمیان اتحاد و اتفاق کی عدم موجودگی اور باہمی انتشار بھی ہے اور اس بات کی وجہ سے جہاد کے حامی بجا طور پر تشویش میں اور اقوام عالم حیرت زدہ ہیں کہ جس کمزور قوم نے عظیم لازوال اور بے مثال قربانیاں دے کر روس جیسے سپر طاقت کو شکست سے دو چار کر دیا اور اس کے ناقابل شکست ہونے کے طلسم کو توڑ دیا اور جس جدو جہد کے نتیجے میں پوری دنیا سے کمیونزم کو پسپا ہونا پڑا اس کے نتیجے میں کمزور، بے حوصلہ اور باہمی انتشار کا شکار کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ اپنے انجام تک کیوں نہ پہنچی، درج بالا دو بڑی وجوہات کے ساتھ ساتھ روسی فوجی انخلاء کے ساتھ اب امریکہ اور مغربی ممالک کی عدم دلچسپی، اسلحہ کی سپلائی کی بندش، پوری دنیا میں اٹھنے والی آزادی کی اسلامی تحریکوں سے اقوام کفر کے خوف و ڈر اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف روس امریکہ باہمی گٹھ جوڑ اور ہندؤں، یہودیوں نصرانیوں اور ملحدوں کی مشترکہ سازشیں بھی اس سلسلے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

اس صورتِ حال سے نکلنے کے لئے افغان مجاہدین کے راہنما کمانڈر اور علماً بھی وقتاً فوقتاً مختلف اقدامات کرتے رہے ہیں۔ جن میں امید کی ایک کرن کمانڈروں کی شوریٰ کی صورت میں دکھائی دی ہے، مختلف تنظیموں اور مختلف صوبوں و علاقوں سے تعلق رکھنے والے جہادی فیلڈ کمانڈروں کی اس شوریٰ کے تحت پورے افغانستان میں ایک ساتھ کابل کی کٹھ پتلی حکومت کے خلاف شدید ترین حملوں اور عمومی کاروائیوں کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے تاکہ پورے ملک کے اندر نہ صرف کابل دستوں کو مصروف رکھا جائے بلکہ انہیں ایک دوسرے کی امداد و تعاون کے قابل بھی نہ چھوڑا جائے۔ اور اس کی کمر توڑ کر آخری بھرپور کاری اور مہلک وار کر کے افغانستان کو مکمل آزادی دلائی جائے۔

کمانڈروں کی شوریٰ کے قیام کی خاطر پہلے ممتاز کمانڈر الحاج مولوی جلال الدین کے "ژوار" مرکز میں ان کی صدارت میں دو اجلاس مختلف اوقات میں ہوئے جن میں مشرقی، جنوب مغربی، جنوبی اور بعض وسطی صوبوں سمیت کابل صوبے کے کمانڈروں نے شرکت کی،

باقی صفحہ پر

کابل ماسکو کے درمیان

ہوائی پُل

جس نے کابل کو ماسکو سے ملا دیا ہے

مشہور صحافی انتونی ہائمن نے افغانستان کی معاشی حالت کے بارے میں ایک تحقیقی مضمون لکھا ہے۔ جس کے اہم حصے ہم قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے یہاں شائع کر رہے ہیں۔

ہائمن لکھتا ہے۔ ماسکو سے کابل تک ایک فضائی لائن قائم کی گئی۔ جس نے کابل کو ماسکو سے ملا دیا ہے اور روزانہ اسلحہ وگولہ بارود اور اشیائے خورد ونوش سے بھرے ہوئے تیس روسی ٹرانسپورٹ طیارے ماسکو سے اڑ کر کابل ایئرپورٹ پر اتر رہے ہیں

انتونی نے ایک فرانسیسی صحافی کے حوالے سے لکھا جس نے کچھ عرصہ قبل دارالحکومت کابل کا دورہ کیا ہے کہ کابل میں معاشی زندگی بسر کرنے کے لئے لوگوں کے لئے دو راستے ہیں، اول یہ کہ لوگ کابل فوج یا ملیشیا میں شمولیت اختیار کرلیں یا پھر خفیہ انٹیلی جنس ایجنسی "خاد" کے کسی شعبہ سے منسلک ہو جائے تاکہ اچھی خاصی تنخواہ لے سکے، دوسرا راستہ غیر قانونی تجارت شروع کرنے کا ہے یعنی سمگلنگ کے ذریعے مال افغانستان سے دوسرے ممالک لانے لے جانے کا ہے۔ لیکن یہ کام بھی انتہائی مشکل اور دشوار ہے اور مصائب سے خالی نہیں۔ جب بھی کہیں شاہراہوں میں مجاہدین کی طرف سے رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں اور یا جنگ کی وجہ سے راستے مسدود ہو جاتے ہیں تو یہ کام بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔ نیز یہ کہ شاہراہیں اور عمومی راستے بھی چونکہ جنگ کی زد سے محفوظ نہیں رہتے اس لئے سمگلنگ کرنے والے لوگ بھی جانی و مالی نقصانات سے دوچار ہو سکتے ہیں۔

انتونی ہائمن لکھتے ہیں۔ کابل میں کسٹم (کمرگ) کے محکمے جس سے پہلے کروڑوں روپے کی آمدنی آتی تھی اب برائے نام رہ گئے ہیں کیونکہ تاجر ایران اور پاکستان کے علاقوں کو لے جانے کے لئے سمگلنگ کا جو مال کابل شہر لے جاتے تھے اب راہیں مسدود ہونے کے باعث وہ کابل نہیں لے جاتے اور یوں کسٹم کا محکمہ اور اس کے دفاتر ویران ہو گئے اور سرکاری آمدن کا بڑا ذریعہ ختم ہو گیا ہے۔

ہائمن مزید لکھتا ہے۔ اگر کابل انتظامیہ سے روسیوں کا تعاون نہ ہو تو کابل حکومت کے لئے جنگ کا دوام ناممکن بن سکتا ہے موجودہ حالات میں نجیب انتظامیہ کے لئے جنگ کے سالانہ اخراجات دو ہزار ملین ڈالر سے زیادہ ہیں۔ اور یہ بات واضح ہے کہ یہ اخراجات نجیب انتظامیہ کے بس سے باہر ہے۔

حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ روسیوں کے لئے بھی اب اس طرح کمرشکن بار اٹھانا ناممکن رہ گیا ہے۔ اب خود روس ایسی معاشی دشواریوں میں مبتلا ہے، جن کی وجہ سے وہ امریکی دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہے۔

از اعزاز الملک افکاری ضلع دیر

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسرِ میدان مگر جھکی تو نہیں

مسلمان قوم کی تاریخ گواہ ہے کہ اُن کی گردنیں باطل کی ظلم و جبر کے نتیجے میں کٹ تو سکتی ہیں، مگر جھک نہیں سکتی، ہتھیار قوموں کے افراد کو تو کچل سکتے ہیں اُن کے عزم اور ارادوں کو نہیں کچل سکتے۔ کشمیر جسے بانیؒ پاکستان قائد اعظمؒ نے پاکستان کی شہ رگ، سید مودودیؒ نے اپنے جسم کا حصّہ اور علاّمہ اقبالؒ نے ایرانِ صغیر کہا ہے۔

بھارت نے اس پر توپوں اور ٹینکوں سے قبضہ کر کے مسلمانوں کو کافی عرصہ تک محکومی کی زندگی گذارنے پر مجبور کیا تھا۔ کشمیر کے مسلمان اوّل روز ہی سے ہندوں کی غلامی کے چنگل سے خود کو نجات دلانے کے لئے رفتہ رفتہ منظم ہوتے چلے گئے اور اب اللہ کے فضل و کرم سے کشمیر کے غیور مسلمان علمِ اسلام کی سربلندی اور ہندوؤں کی غلامی سے آزاد زندگی گزارنے کی خاطر علمِ جہاد بلند کر چکے ہیں، ہندو غاصب، مسلمانوں کی تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے اپنے تمام تر وسائل استعمال کر رہا ہے۔ اور مسلمانوں کے اُبھرتے ہوئے جذبۂ آزادی کو دبانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ مگر کوئی ظلم اور جبر و قوت اس تحریک اور جذبۂ آزادی کو دبا نہ سکا۔ اس لئے کہ :-

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

آج نہ صرف کشمیر کے نوجوان بلکہ بوڑھے عورتیں اور بچے بھی آزادی کی اس جنگ میں بلند حوصلوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ اُنہوں نے قوی عزم کیا ہوا ہے کہ غلبۂ اسلام اور ہندوؤں کی جور و ستم کے خلاف زندگی کی آخری رمق تک بے جگری سے لڑینگے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جو قوم خود غلام بننا نہیں چاہتی کوئی بھی بڑی سے بڑی طاقت اُسے بزور غلام اور محکوم نہیں بنا سکتی۔ اور یہ تو افغانستان کے نہتے مجاہدین نے ثابت کر دیا کہ قلیل تعداد اور بے سرو سامانی کے عالم میں اُنہوں نے دُنیا کی بڑی مادی طاقت روس کو تمام تر جدید وسائل کے ساتھ پسپائی اور ذلّت و رسوائی پر مجبور کر دیا۔ اگرچہ روسی درندوں نے ان چند برسوں کے دوران سفاکی، ظلم و جبر اور درندگی کا مظاہرہ کیا۔ لاکھوں افغان مسلمان شہید ہزاروں معذور، زخمی، بے گھر و سامان تباہ و برباد ہوئے۔ ان کو شدید سے شدید تر مصائبوں اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا، مگر اُنہیں یقین تھا کہ :

"یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا"

اور آج بھی اُن کا جذبۂ آزادی اور سرفروشی پہلے کی طرح زندہ و تاباں ہے۔ اور اسی جذبۂ آزادی و جذبۂ جہاد کے تحت اُنہوں نے سرخ جنّت کی دجال کا طلسم توڑا۔ اور روسی جبر و استبداد کا پردہ چاک کر دیا۔

آج آذربائیجان اور آرمینیا میں کمیونسٹوں اور غیر کمیونسٹوں کے درمیان سخت محاذ آرائی جاری ہیں آزادی کی لہر۔ وسط ایشیا کے

مسلمان ممالک میں آزادی کے حصول اور اسلامی انقلاب کی تڑپ، تاجکستان میں افغان مجاہدین کی وجہ سے اسلامی تحریک کی زور، آہنی دیوارِ برلن کا گرنا۔ ہنگری میں تیس سالہ کمیونسٹ حکومت کا خاتمہ، چیکوسلواکیہ میں غیر کمیونسٹ حکومت کے قیام پر عوام کا جشن منانا۔ بلغاریہ کے انقلاب کا دروازے پر کھڑا ہونا اور فلسطین، برما، فلپائن، کشمیر اور دوسرے مسلم اور غیر مسلم ممالک میں مظلوم اور محکوم اقوام کی بیداری یہ سب کے سب جہادِ افغانستان کے اثرات ہیں۔ جو بتدریج ظاہر ہو رہے ہیں۔ کشمیر کے غیور مسلمانوں نے افغان مجاہدین کی طرح دین کی سربلندی، کفر و الحاد کے توڑ اور ہندوؤں کے تسلط سے نجات کی خاطر علمِ جہاد بلند کر کے بھارتی فوجیوں کی گولیوں کے سامنے اپنے سینے ڈھال کر رکھے ہیں۔ اور باآوازِ بلند اعلان کر چکے ہیں کہ:

"تاریخ ہے شاہد کہ سرِ مردِ مسلمان
کٹتا ہے تو کٹ جائے مگر جھک نہیں سکتا"

ہندوں کی غلامی سے نجات اور کلمۃ اللہ کے غلبہ اور دین حق کی سرفرازی کے لئے سینکڑوں نہیں ہزاروں اور لاکھوں سر حاضر ہیں مگر ہماری گردنیں کبھی بھی باطل کے سامنے نہیں جھکیں گے اب بھارتی سامراج کو مسلمانوں کے اس عزم اور حوصلے کے آگے تاریخ کے اس سفر اور رُخ کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرنا چاہیئے کہ اُس کے لئے مقبوضہ کشمیر میں کون راستہ اختیار باعزت پسپائی کا یا ذلت و رسوائی کرنا ہے۔

مجاہد کمانڈروں کی "شوریٰ" کی موجودگی میں شوریٰ نظار کی ضرورت باقی نہیں رہے گی

کمانڈر انجنیئر احمد شاہ مسعود

جہادی اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ سے معلوم ہوا ہے کہ ممتاز گوریلا کمانڈر انجنیئر احمد شاہ مسعود ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو پاکستان آئے ہیں۔ بین الاقوامی اطلاعاتی ذرائع پاکستان میں کمانڈر احمد شاہ مسعود کی پاکستان آمد کو اس لیے مسئلہ افغانستان کے آئندہ سیاسی و فوجی مسائل کے حل کے سلسلے میں نہایت اہم قرار دے رہے ہیں کہ کمانڈر موصوف افغانستان کے شمال میں بھرپور جہادی طاقت کے حامل ہیں۔ اور گذشتہ ۱۲ سال سے جاری جنگ کے دوران افغانستان کی حدود سے باہر نہیں گئے، اور یوں پہلی مرتبہ پاکستان آئے ہیں،

اس سے قبل انجنیئر احمد شاہ مسعود نے جہادی کمانڈروں کی شوریٰ کے اس چار روزہ اجلاس کی صدارت کے فرائض بھی انجام دیئے جو صوبہ بدخشان کے توپخانہ نامی علاقہ میں منعقد ہوا اور جس میں تقریباً پورے افغانستان سے مشہور اور بڑے و عمومی مجاہد فیلڈ کمانڈروں نے شرکت کی۔

وائس آف امریکہ سے ایک خصوصی انٹرویو میں انجنیئر احمد شاہ مسعود نے کمانڈروں کی شوریٰ کے اجلاس کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ جہادی کمانڈروں کی شوریٰ کی تشکیل اور کام شروع کرنے سے شمالی افغانستان میں شوریٰ نظار (وایڈ وائزری کونسل) کے تحت کام جاری رکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

گورنر جنجوعہ نے

الحاج مولوی جلال الدین حقانی سے تعزیت کی

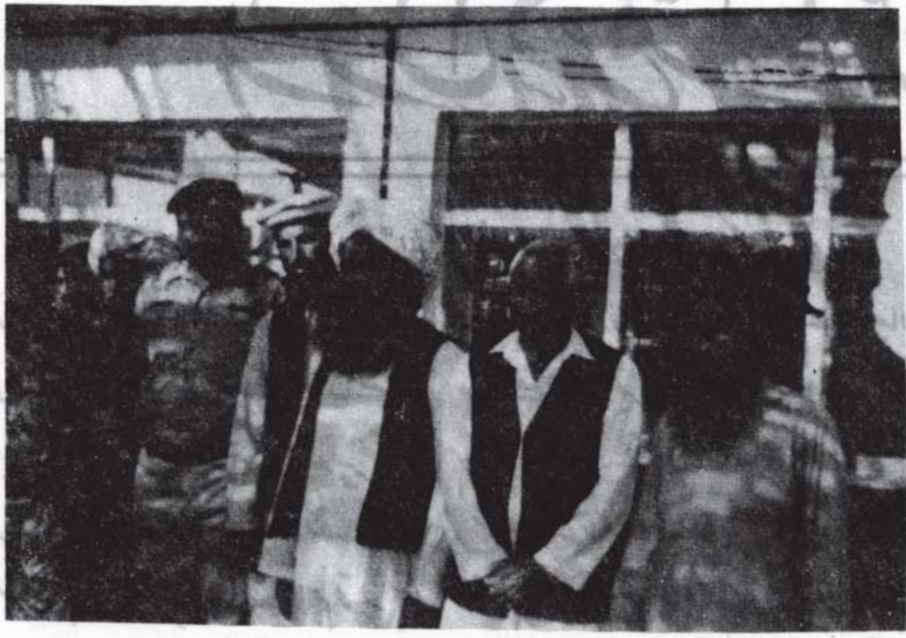

صوبہ سرحد کے گورنر جناب امیر گلستان جنجوعہ نے جناب الحاج مولوی جلال الدین حقانی سے میرانشاہ میں ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ صوبہ سرحد کے ہوم سیکرٹری جناب رستم شاہ مہمند، شمالی وزیرستان کے پولیٹیکل ایجنٹ جناب عبدالکریم قصوریہ اور دیگر اعلیٰ حکام بھی اس ملاقات میں جناب گورنر کے ہمراہ تھے۔

گورنر جنجوعہ اور ان کے ساتھیوں نے الحاج حقانی کی والدہ کی وفات اور ان کے بھائی کمانڈر محمد اسمٰعیل خان کی شہادت پر ان سے تعزیت کی، فاتحہ پڑھی اور مرحومین کے لئے دعائے مغفرت مانگی جناب گورنر نے سوگوار خاندان کے لئے اللہ تعالیٰ سے صبر جمیل کی دعا بھی کی۔

موصولہ رپورٹ کے مطابق صوبہ سرحد کے گورنر جناب امیر گلستان جنجوعہ ایک گھنٹہ تک جناب حقانی سے مصروف گفتگو رہے۔ اور افغانستان کے تازہ ترین صورت حال پر تبادلہ خیال کرتے ہوئے انہیں پاکستانی عوام اور حکومت کی طرف سے جہاد افغانستان کی مکمل پشتیبانی اور حمایت کا یقین دلایا۔

جناب الحاج مولوی جلال الدّین حقانی سے

حزب المجاھدین کشمیر کے رھنما کی ملاقات

معلوم ہوا ہے کہ مقبوضہ کشمیر کے حزب المجاہدین کے رہنما جناب غلام محمد صفی نے افغانستان کے نامور کمانڈر جناب الحاج مولوی جلال الدین حقانی سے ملاقات کی اس ملاقات کے دوران دونوں راہنماؤں نے افغانستان اور کشمیر کے جہاد سے متعلق مختلف امور پر اہم بات چیت کی

اطلاعات کے مطابق کشمیری لیڈر نے افغانستان کے دورے کے سلسلے میں جناب الحاج جلال الدین حقانی سے پکتیا کے محاذ میں ملاقات کی ہے،

الحاج مولانا جلال الدین حقانی نے کشمیری لیڈر کو یقین دلایا ہے کہ افغان مجاہدین اپنے کشمیری مجاہد بھائیوں کے دکھ درد، جہاد اور قربانیوں میں اپنے آپ کو برابر کے شریک سمجھتے ہیں۔ اور اس راہ میں ان کے تعاون اور امداد کی خاطر ہر نوع قربانی پیش کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں

تاریخ کے آئینے میں

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمتِ عملی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائی دور میں مدینہ منورہ کی حفاظت کے لیے جو تدابیر اختیار کیں ان میں سب سے پہلا کام حفاظت خود اختیاری کی تدبیر تھی، نہ صرف اپنی اور مہاجرین کی بلکہ انصار کی بھی اسی بنا پر آنحضرتؐ کا ایک کام تو یہ تھا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے تعلقات واضح اور منضبط ہو جائیں، دوم یہ کہ یمن سے شام کی تجارتی شاہراہ پر (دیکھئے نقشہ نمبر ب) اپنی گرفت مضبوط کریں. تاکہ قریش اور دوسرے قبائل جن کا مفاد اس راستے سے وابستہ تھا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ معاندانہ اور مزاحمتانہ پالیسی پر نظر ثانی کرنے کے لئے مجبور ہو جائیں. (جیسا کہ حج کے موقعہ پر ایک دفعہ ابوجہل کی دھمکی پر سعد بن معاذ انصاریؓ نے کہا کہ اگر وہ مسلمانوں کو حج سے روکتے ہیں تو پھر ہم بھی ان کی شامی تجارت کو روک دیں گے) اس مسئلہ کے حل کے لئے آنحضرتؐ نے دو اہم تدابیر اختیار کیں۔

(۱) مدینہ اور ساحل بحر احمر کے درمیان (دیکھئے نقشہ نمبر ب) اس شاہراہ سے متصل جو قبائل آباد تھے ان کے ساتھ گفت وشنید شروع کی تاکہ وہ حلیفانہ اتحاد یا کم از کم ناطرفداری کا معاہدہ کر لیں، سب سے پہلے بنی جہینہ سے جو ساحل کے قریب پہاڑی علاقہ میں ایک اہم قبیلہ تھا معاہدہ ناطرفداری طے ہوا۔ پھر ۲ھ کے آخر میں بنی ضمرہ سے جن کا علاقہ ینبع اور ذوالعشیرہ سے متصل تھا دفاعی معاونت کی قرارداد ہوئی پھر ۲ھ کے وسط میں بنی مدلج بھی اس سمجھوتہ میں شامل ہو گئے کیونکہ وہ بنی ضمرہ کے ہمسایہ اور حلیف تھے۔

(۲) قریش کے قافلوں کو دھمکی دینے کے لئے اس شاہراہ پر پیہم چھوٹے چھوٹے دستے بھیجنے شروع کئے ان تاختوں کا اصل مقصود قریش کو ہوا کا رخ بتانا تھا۔ لہذا ان تمام مہموں میں نہ تو کشت و خون ہوا اور نہ کوئی قافلہ لوٹا گیا نہ ان میں حضورؐ نے کسی انصاری کو بھیجا، تمام دستے خالص مکی مہاجرین ہی سے مرتب فرماتے رہے (چند کی قیادت خود آنحضرتؐ نے کی) تاکہ دوسرے قبیلوں کے الجھنے سے آگ نہ پھیل جائے یہ دو طریقے اس لئے اختیار کئے گئے کہ مدینہ کے قرب وجوار کے قبیلوں سے امن و امان کا معاہدہ ہو جائے

اسلام کے زیر اثر علاقے سے گزرنے کے لئے قریش نے زور دکھانا شروع کر دیا اور ایک کشمکش کی صورت پیدا ہو گئی. چنانچہ آنحضرتؐ کے زمانے میں جو لڑائیاں ہوئیں یا واقعات پیش آئے انہیں غزوات اور سرایا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے غزوات کی اغراض یہ تھیں کہ (ا) دشمنوں نے دارالاسلام پر حملہ کیا اور ان کا مقابلہ کیا گیا یا (ا) یہ معلوم ہوا کہ دشمن مدینہ پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے اور پیش قدمی کی گئی "سرایا" (سریہ کی جمع) کی پانچ اغراض تھیں

محکمہ تفتیش

دشمنوں کی نقل و حرکت کی خبر رسانی:

(باقی آئندہ)

اخبارِ جہاد

کمانڈر الحاج حقانی نے جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے دونوں دھڑوں کے اتحاد کا مطالبہ کیا ہے

میرانشاہ۔ الحاج مولوی جلال الدین حقانی نے اسلامی ملک پاکستان کے علماء دینی حلقوں اور اسلامی تنظیموں سے گذارش کی ہے کہ وہ آپس میں متحد ہو جائیں۔

جناب حقانی صاحب نے کہا ہے کہ پاکستان میں نظام اسلام کے نفاذ کی خاطر خیالات و نظریات کی وحدت وقت کی اہم ضرورت اور حالات کا شدید تقاضا ہے۔ مذکورہ وحدت ویکجہتی کی برکت سے ایک تو پاکستان ایک جہانی اسلامی قوت بن کر ابھرے گا، اور دوسرے دینی اور اسلامی حلقوں کا اتحاد موجودہ ناسازگار حالات میں پاکستان کی سالمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ملحد اور اسلام دشمن عناصر کے مذموم عزائم اور کوششوں کی راہ میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔

ہماری آرزو یہ ہے کہ اگر پاکستان کے علمأ کرام جمعیت العلمأ کے دونوں دھڑوں اور دیگر اسلامی تنظیموں کے اتحاد کے سلسلے میں ہماری کوششوں کی پشتیبانی کریں تو انشاء اللہ یہ منتشر قوتیں ایک بار پھر ایک مضبوط اسلامی طاقت بن کر ملحدین اور اسلام دشمن عناصر کی نابودی کے لئے (بنیان مرصوص) ثابت ہوں گی۔

حقانی صاحب نے ان ایک مراسلے میں جو پاکستان کے جید علمأ کرام کے نام ارسال کیا گیا ہے واضح کیا ہے کہ ہمارے بھائیوں کو ماضی کے تلخ تجربات سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے، انہیں چاہیئے کہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے تمام اختلافات کو پسِ پشت ڈال کر پورے خلوصِ نیت اور مکمل یکجہتی سے آئندہ انتخابات اور تمام مسائل کے حل کے لئے متحد ہو کر موثر پالیسی اختیار کریں

جناب حقانی صاحب نے اپنے تحریری خط کے آخر میں گذارش کی ہے کہ علمأ کرام اس بارے میں انہیں (حقانی صاحب کو) اپنے مشوروں سے آگاہ کریں تاکہ اس سلسلے میں جلد قدم اُٹھایا جاسکے۔ آخر میں حقانی صاحب نے خواہش ظاہر کیا ہے کہ اگر اس نیک عمل سے متعلق علمأ کرام کی پہلی مجلس منبع العلوم مدرسے میں منعقد کی جائیے۔ تو یہ ہمارے لئے باعث صد فخر ہوگا۔ اس کے علاوہ جس مقام پر بھی علماء کرام مناسب سمجھیں ہم وہیں ان کی خدمت میں حاضری دیں گے۔

نڈر مجاہدین نے جہادی امیر جناب الحاج مولوی جلال الدین (حقانی) کی قیادت میں ۱۹ اکتوبر کو خوست کے نئے ہوائی اڈے پر کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے ایک باربردار ہوائی جہاز کو رات کے ساڑھے نو بجے گولہ باری کر کے تباہ کر دیا۔ اس شب مجاہدین نے قدیم ایرپورٹ پر رات کے ساڑھے دس بجے حملہ کر کے کابل حکومت کا ایک اور طیارہ تباہ کر دیا۔

---

۴ روز میں ۴ طیارے تباہ

— میرانشاہ —

موصولہ اطلاعات کے مطابق جناب

الحاج مولانا جلال الدین حقانی کی قیادت میں حضرت سلمان فارسیؓ فرنٹ کے مجاہدین نے ۱۸ ستمبر کو خوست کے نو تعمیر شدہ ہوائی اڈے پر حملہ کر کے دشمن کے ۲ طیارے تباہ کر دیئے ایک اور اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ ۲۳ ستمبر کو مجاہدین نے دشمن کا ایک اور طیارہ کو جو خوست میں محصور فوجیوں کو رسد پہنچا رہا تھا نشانہ بنا کر مار گرایا۔ اسی طرح جیالے مجاہدوں نے ۲۴ ستمبر کو بھی دشمن کا ایک اور طیارہ تباہ کر دیا۔

تفصیلات کے مطابق خوست کا قدیم ہوائی اڈہ ایک عرصے سے مجاہدین کے شدید محاصرے میں ہے۔ کابل کٹھ پتلی انتظامیہ نے اپنے محصور فوجیوں کو خوراک اور دیگر رسد پہنچانے کی خاطر باغ صحرا نامی علاقہ میں ایک نیا ہوائی اڈہ تعمیر کیا ہے لیکن یہ نیا ہوائی اڈہ بھی مجاہدین کی گولہ باری سے محفوظ نہ رہ سکا اور یوں چار روز کے اندر کابل حکومت کے چار طیارے تباہ کر دیئے گئے۔

مجاہدین نے دشمن کے ۲ طیارے مار گرائے

میران شاہ ۱۸ اکتوبر؛

موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدینِ راہِ حق نے دشمن کے خلاف اپنی کامیاب کاروائیوں کو مزید شدت بخشی ہے۔ تفصیلات کے مطابق مجاہدین نے خوست کے قدیم اور جدید ہوائی اڈوں کو اپنی گولہ باری کا نشانہ بنایا۔

ایک رپورٹ کے مطابق جناب الحاج مولوی جلال الدین حقانی کی زیرِ قیادت حضرت سلمان فارسیؓ فرنٹ کے جیالے مجاہدوں نے ۱۸ اکتوبر کو خوست شہر کے نو تعمیر شدہ ہوائی اڈہ کو نشانہ بنا کر دشمن کا ایک رسد پہنچانے والا طیارہ تباہ کر دیا۔ جبکہ مزید کہا گیا ہے کہ اسی دن مجاہدین نے خوست شہر کے پرانے فضائی اڈہ پر کامیاب حملے میں دشمن کا ایک اور طیارہ بھی تباہ کر دیا۔ اس کے علاوہ دشمن کو دیگر جانی و مالی نقصان بھی پہنچایا گیا۔ جبکہ کہا گیا ہے کہ مجاہدین کی کامیاب کاروائیاں دشمن کی حفاظتی چوکیوں اور اہم مقامات پر اب بھی جاری ہیں۔

ڈیڑھ مہینے میں بیالیس ۴۲ طیارے تباہ

شلتا ئز: ایک امریکی صحافی ہے جنہوں نے بارہ مرتبہ اندرونِ افغانستان کا دورہ کر کے کئی عالمی روزناموں اور رسائل و جرائد کے لئے رپورٹیں ترتیب دی ہیں شلتا ئز نے پچھلے دنوں بھی افغانستان کا سفر کیا ہے اور اس سفر کے دوران انہوں نے خوست میں جنگ اور حالات سے متعلق رپورٹیں ترتیب دی ہیں اس نے کمانڈر جناب الحاج مولانا جلال الدین حقانی سے انٹرویو بھی کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں؛

جناب جلال الدین حقانی کے مجاہدین اچھی طرح منظم ہیں اور خوست شہر کا محاصرہ مکمل طور پر ان کے ہاتھ میں ہے۔

شلتا ئز آگے چل کر لکھتا ہے:

مجاہدین نے کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے ۴۲ طیارے جو خوست چھاؤنی میں اپنے محصور فوجیوں کو خوراک اور فوجی ساز و سامان پہنچا رہے تھے راکٹوں سے گولہ باری کر کے تباہ کر دیا ہے۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ مجاہدین نے اتنی بڑی تعداد میں طیارے صرف ۴۵ دنوں میں تباہ کر دیئے ہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین نے خوست شہر کے پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر موجود تمام فوجی چوکیوں کو بھی تباہ کر دیا ہے۔

شلتا ئز نے مزید لکھا ہے۔

مجاہدین نے خوست شہر کے اردگرد ایسے مورچے سنبھالے ہیں کہ وہاں سے براہ راست خوست ہوائی اڈہ اور فوجی گیریژن کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔

شلتا ئز لکھتے ہیں کہ میں نے جناب حقانی صاحب سے پوچھا کہ مجاہدین خوست شہر

پر قبضہ کیوں نہیں کرتے. تو جواب میں انہوں نے کہا:

خوست شہر پر قبضہ حاصل کرنا ایک دن کی بات ہے. مجاہدین تو خوست کو فتح کرلیں گے لیکن کابل حکومت کی طرف سے بمباری اور سکڈ میزائلوں کا بارش کون بند کرے گا جب کہ مجاہدین کو تعاون اور امداد کا سلسلہ بند ہوگیا ہے۔

رابرٹ شلتائز آخر میں لکھتے ہیں کہ اس کے باوجود کہ مجاہدین اور کمانڈروں نے بے تحاشا قربانیاں دی ہیں، پشاور میں مقیم ان کے رہنما بہت سی غلطیوں کے مرتکب ہوگئے ہیں اور کابل انتظامیہ ان کی ان غلطیوں سے بھرپور فائدہ اٹھا رہی ہے. شلتائز مزید لکھتا ہے کہ اگر مجاہدین اس قسم کے شہروں پر تسلط حاصل کرلیں تو کابل انتظامیہ کی بمباری، سکڈ میزائلوں کی گولہ باری اور دیگر فضائی حملوں سے دفاع مجاہدین کے لئے ایک بڑا مسئلہ ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ مجاہد رہنماؤں کے اختلافات کی وجہ سے نجیب کابل کے تخت پر براجمان رہے گا اور ملک دن بہ دن تباہی کی طرف گامزن ہوگا۔

شلتائز لکھتے ہیں. پکتیا سے کرزایل اور غزنی تک سارے علاقے پر مجاہدین کا تسلط ہے. لیکن ان علاقوں میں بارودی سرنگیں مجاہدین کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔

بقیہ: سازشوں اور...

کمانڈروں کی شوریٰ کا حالیہ اجلاس شمالی افغانستان کے صوبہ بدخشان میں منعقد ہوا، جس میں شمالی اور شمال مغربی صوبوں کے کمانڈروں نے بھی شرکت کی اس اجلاس میں طے پانے والے فیصلوں اور قراردادوں سے افغان تنظیموں کے راہنماؤں کو نہ صرف آگاہ کرلیا گیا ہے بلکہ اکثر کو اعتماد میں بھی لیا گیا ہے چنانچہ اب یہ توقع ہو چلی ہے کہ کابل کٹھ پتلی حکومت کا آخری وقت قریب آ چلا ہے۔ اور افغان عوام کی قربانیوں کے نتیجے میں پکنے والا ثمر سمیٹنے کا وقت آپہنچا ہے۔

جہاد کے ثمرات پر قبضے کے لئے اور اسے مجاہدین سے چھیننے کے لئے اسلام دشمن قوتیں مختلف سازشوں میں مصروف ہیں روس اور امریکہ نے باہمی گٹھ جوڑ کرلیا ہے، اور ان کی کوشش ہے کہ افغانستان میں ایک اسلامی حکومت قائم نہ ہو. جب کہ حقیقت یہ ہے کہ افغان عوام نے سابق شاہ ظاہر شاہ کے دور میں اسلامی تحریک منظم کی، داود کے غیر اسلامی حکومت کے خلاف مزاحمت شروع کی اور کمیونسٹ "کودتا" کے بعد اس مزاحمت نے مسلح جہاد کی شکل اختیار کی، روسی جارحیت کے بعد تحریک جہاد میں انتہائی حد تک شدت آئی اور ملک کے کونے کونے اور چپے چپے تک پھیل گئی اس دوران پندرہ لاکھ افراد نے اپنی جانوں کی قربانیاں دیں، کئی لاکھ معذور ہوئے، ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد جیلوں کی صعوبتوں سے گزرے جن میں تیس ہزار کے لگ بھگ لاپتہ ہیں، ساٹھ لاکھ کے لگ بھگ ہمسایہ پڑوسی ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے، ایسے میں اگر اس جہاد کے ثمرات مجاہدین کے ہاتھ میں آنے کی بجائے کسی اور کے ہاتھوں میں چلے گئے یا وہ بنیادی مقصد یعنی اسلامی نظام حکومت کا قیام حاصل نہ ہوسکا تو یہ نہ صرف افغان عوام بلکہ پوری امت مسلمہ کے لئے ایک المیہ ہوگا۔

اس وقت جب کہ اسلام دشمن قوتوں روس، امریکہ اور مغرب نے افغانستان میں مخلوط حکومت، وسیع البنیاد حکومت یا سابق افغان بادشاہ کی واپسی اور حکومت سنبھالنے وغیرہ کے کئی منصوبے بنا رکھے ہیں کو مجاہدین باہمی اتحاد واتفاق کے ذریعے ہی ناکام بنا سکتے ہیں اور کمانڈروں کی سطح پر پورے افغانستان کے مجاہدین کے اتحاد و اتفاق ہی سے ان سازشوں کو ناکام بنایا جاسکتا ہے، اللہ سے دعا ہے کہ وہ مجاہدین کو اتحاد و یگانگت اور دشمن کے خلاف ایک سیسہ پلائی ہوئی مضبوط و متحد دیوار بننے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

قافلۂ راہِ حق کے شہداء

شہید کمانڈر محمد اسمٰعیل خان "ذبیح اللہ"

کفر و الحاد کے خلاف مسلح جہاد کے گرم مورچوں میں افغان مسلمان قوم کے جیالے مجاہدوں میں سے ایک جناب کمانڈر محمد اسمٰعیل "ذبیح اللہ" تھے۔ جنہوں نے خاص اللہ تعالےٰ کی رضاء کے حصول، اعلائے کلمۃ اللہ اور اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کا آغاز کیا اور ان کے قابل فخر اور ناقابل فراموش جہادی کارنامے تاقیامت ہمارے اسلامی انقلاب کی زریں تاریخ کی زینت بنے رہیں گے جناب خواجہ محمد کے فرزند جناب کمانڈر محمد اسمٰعیل نے ۳۶ سال قبل صوبہ پکتیا کے سب ڈویژن خوست کے جدران قبیلے کے (عوض خیل) نامی گاؤں میں آنکھیں کھولی وہ قومی رشتہ کے لحاظ سے جدران سلطان خیل تھے اور رکنڈم نامی گاؤں میں رہتے تھے۔ کمانڈر محمد اسمٰعیل نے ابتدائی دینی تعلیم مدرسے میں حاصل کی، اسمٰعیل ذبیح اللہ نے سردار داؤد کی حکومت کے آغاز ہی میں اپنے بڑے بھائی جناب الحاج مولانا جلال الدین حقانی کی ہدایت پر دہری حکومت اور کمیونسٹوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔ جب داؤد حکومت نے افغانستان میں اسلامی تحریک کو کچلنے کے لئے قدم اٹھایا اور کثیر تعداد میں علماء اور اسلامی تحریک کے ارکان کو جیلوں میں ڈال دیا اور بعض کو اپنے خانہ و کاشانہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا، تو محمد اسمٰعیل خان نے بھی جو اس وقت عنفوان جوانی میں تھے اپنے پیارے بھائی جناب الحاج مولانا جلال الدین حقانی کے ساتھ ہجرت کر کے برادر اسلامی ملک پاکستان چلے

آئے۔

ہجرت کے بعد جناب محمد اسمٰعیل خان نے داؤد کی فاسد حکومت کے خلاف مسلمان افغانوں کی اسلامی تحریک اور چھاپہ مار کارروائیوں میں حصہ لینا شروع کیا وہ ہر محاذ پر اپنے بھائی حقانی صاحب کے شانہ بشانہ رہے اور اُنکی رہنمائی اور ہدایات کے مطابق اپنے جہادی مشن کو آگے بڑھاتے رہے۔

۱۹۷۸ء میں جب روسیوں کی پشتیبانی اور ایماء پر افغانستان میں دہری قوتوں نے ایک فوجی بغاوت کے ذریعے اقتدار سنبھالا، تو افغان مومن اور مجاہد قوم کی وہ جدوجہد جو داؤد کے دور حکومت میں چھاپہ مار کارروائیوں کی صورت میں ہو رہی تھی ایک منظم مسلح مزاحمتی تحریک کی شکل اختیار کر گئی۔

ملحد انتظامیہ کے خلاف مزاحمت کرنے والے جیالوں کے پاس کوئی مادی طاقت اور اسلحہ نہ ہونے کے باوجود راہِ حق کے ہر والوں نے اپنے ایمانی قوت اور اسلامی عقیدے کے اسلحہ سے بہت کم مدت میں روسی کٹھ پتلیوں سے بھاری مقدار میں اسلحہ و گولہ بارود چھین لیا اور افغانستان کے کونے کونے میں دہری خلق و پرچم کے خلاف مضبوط چٹان بن گئے، جناب محمد اسمٰعیل خان (ذبیح اللہ) انہی مجاہدین میں سے ایک ہیں۔ جنہوں نے (۱۶) ثور کو سب ڈویژن (وازہ خوا) میں دشمن کی حفاظتی چوکیوں پر چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔

جناب کمانڈر محمد اسمٰعیل خان "ذبیح اللہ" صوبہ پکتیا کے مختلف مقامات میں کبھی کمانڈر اور کبھی مجاہد کی حیثیت سے بہت سی جھڑپوں اور چھاپہ مار کارروائیوں میں نہایت جرأت و دلیری سے حصہ لے چکے ہیں۔ ہم یہاں نمونے کے طور پر ان کے چند ایک شاندار چھاپہ مار جنگوں کا ذکر کرتے ہیں۔

سال ۱۹۷۸ء کے دوران جناب کمانڈر محمد اسمٰعیل خان (ذبیح اللہ) نے تحصیل ابراہیم اور آرمی کے فتوحات میں، میرٹی چھاؤنی، ارگون چھاؤنی، سب ڈویژن (سپیدہ) سب ڈویژن گومل، مسروبی، سرخورہ، چینو مکتب، گیان اور لیشرہ چھاؤنی پر اپنے جیالے مجاہدوں کے ساتھ ایک دلیر اور نڈر کمانڈر کی حیثیت سے کامیاب کارروائیاں انجام دے کر شاندار کامیابیاں حاصل کرتے ہوئے دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصانات پہنچا کر ہر محاذ پر رسوائی و ناکامی سے دوچار کر دیا تھا۔ اسی طرح انہوں نے برآمی (جگہ کا نام) اور ڈبگی کی جھڑپوں کے دوران اپنی شجاعت و بہادری کا لوہا منوا لیا تھا۔

۱۹۷۹ کے دوران جناب شہید ذبیح اللہ نے شمع اسلام کے ایک بے باک اور نڈر سپاہی اور کمانڈر کی حیثیت سے (ستے کنڈو) کی جنگ کے دوران دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا (زرمت) میں بے شمار کامیابیوں نے جناب شہید محمد اسمٰعیل خان کے قدم چومے، سب ڈویژن تعمیر کی چھاؤنی اور باتور نامی چھاؤنی کی فتح اسی نوجوان کے ہمت و شجاعت کی مرہون منت ہے۔ اسی طرح جناب شہید ذبیح اللہ نے ۱۹۷۹ء کے بعد بے شمار جہادی کارروائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور دشمن کے ناپاک بدن پر کاری ضربیں لگائیں۔

جناب شہید کمانڈر محمد اسمٰعیل خان (ذبیح اللہ) نے افغان جہاد کے اس بارہ سالہ طویل عرصے میں اپنی زندگی کے اکثر و بیشتر اوقات اپنے جیالے مجاہدین کے ساتھ جہاد کے گرم مورچوں میں گزارے، موصوف دشمن سے آمنے سامنے مقابلہ میں دو دفعہ زخمی ہوئے لیکن زخموں سے مکمل مندمل ہونے سے پہلے ہی وہ دشمن کے مقابلے کے لئے دوبارہ میدانِ جنگ میں کود پڑے۔

ہر نوع ہلکے بھاری ہتھیار کا استعمال جانتے تھے۔ اور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اچھی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ وہ اگر ایک طرف اچھی طرح ٹینک چلا سکتے تھے تو دوسری طرف وہ ہر قسم کے اسلحہ کے استعمال سے بھی واقفیت رکھتے تھے۔ وہ ڈرائیور بھی تھے اور ماہر نشانہ باز بھی۔

وہ ایک شریف خوش خلق ملنسار شخصیت اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ مجاہدین سے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ پیش آتے تھے اس لئے وہ ہر مجاہد کی دل کی دھڑکن تھے۔

لیکن زندگی کسی سے بھی وفا نہیں کرتی ہر ذی روح کو آخر کار اس دنیائے فانی سے جانا ہے۔ جناب شہید ذبیح اللہ نے بھی بالآخر اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف رختِ سفر باندھ لیا۔

جناب شہید ذبیح اللہ ۲۳ جولائی ۱۹۹۰ کو اپنے دیگر مجاہد ساتھیوں سمیت دشمن کے اس فوجی قافلے کے مقابلے کے لئے جو خوست کی طرف جا رہا تھا تشریف لے گئے، دشمن سے مقابلے کے دوران توپ کا ایک گولہ شہید ذبیح اللہ کے سینے پر آلگا۔ اور وہ شدید زخمی ہو گئے علاج کے لئے انہیں اسلام آباد پہنچایا گیا لیکن زندگی نے ساتھ نہیں دیا اور آخر کار ۳۰ جولائی ۱۹۹۰ کو شدید زخموں کی تاب نہ لاکر اسلام آباد کے ایک ہسپتال میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور ان کی پاک روح جسد خاکی سے پرواز کر کے اپنے خالق حقیقی سے جا ملی اور اس طرح وہ بھی شہداء اسلام کے قافلے میں شامل ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ٥

شہید طالب بوستان

راہِ حق کے نڈر سر فروش اور عاشق دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب حاجی مراد شاہ کے جوان سال فرزند شہید طالب بوستان ۱۹۶۰ء میں صوبہ لوگر کے

دارالحکومت "پل عالم" کے ایک دیندار، متقی اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے وہ بچپن ہی سے جہاد اور شہادت کے شیدائی تھے۔ ۱۹۷۸ء میں جب افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا تو اس مردِ میدان نے دین اور وطن کے دشمنوں کے خلاف جہاد کو دنیوی کاموں پر ترجیح دے کر مسلح جہاد کا آغاز کیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے اپنے علاقے کے مجاہدین کے کمانڈر چن لئے گئے۔

جناب طالب بوستان نے جہاد کے دوران شایان شان کارنامے انجام دیئے۔

شہید کمانڈر طالب بوستان نے دشمن کے خلاف لیتڑہ، بڑی، درہ گئی، گردیز ترمیری اور شرنہ کے مشہور معرکوں میں حصہ لیا۔ اور اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا کر دین اور وطن کے دشمنوں کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ جناب شہید طالب بوستان نے خوست میں دشمن کے ۳ طیارے انٹی ایئر کرافٹ گن کے ذریعے مار گرائے اسی طرح درہ گئی میں ایک ہیلی کوپٹر اور جنگ زدورہ کے دوران بھی انہوں نے ایک ہیلی کوپٹر نشانہ بنا کر مار گرایا۔ آخر کار یہ نامور مجاہد کمانڈر ۸ مارچ ۱۹۹۰ء کو دشمن کے ایک بے رحم گولے کے ذریعے (تورہ غاڑہ) کی فتح کے دوران شہادت پا کر اس دار فانی سے کوچ کر کے قافلۂ شہداء میں شامل ہو گئے۔

شہید متین

متین ولد گلبدین سب ڈویژن زرمت جدران قبیلے کے ایک غریب مگر متدین اور پرہیز گار گھرانے میں پیدا ہوئے۔

شہید متین نے بھی اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کی طرح روسیوں اور ان کے حلقہ بگوش غلاموں کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کیا تھا وہ ایک خوش شکل، خوش خلق اور ملنسار شخص تھے ہر محاذ پر دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

جناب شہید متین ایک باعزم، دلیر اور نڈر

مجاہد تھے، مختلف محاذوں پر دین اور وطن کے دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہوئے انہیں بے شمار جانی و مالی نقصان پہنچائے۔

آخر کار زرمت نامی علاقے میں دشمن کے خلاف ایک شدید معرکے کے دوران جام شہادت نوش کر گئے۔

......

شہید محمد حسین

راہِ حق کے جیالے سپاہیوں میں سے ایک جناب شہید محمد حسین ہیں، جناب محمد عیسیٰ کے فرزند شہید محمد حسین صوبہ بغلان کے سب ڈویژن پل خمری کے ایک مومن اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے۔

جب افغانستان کی پاک فضاء پر کفر و الحاد کے کالے بادل امنڈ آئے اور روسی درندے افغان مسلمان عوام کو اپنی بے تحاشا ظلم و بربریت کا نشانہ بنانے لگے تو اس مردِ مومن نے بھی اپنے دیگر ہم وطنوں کی طرح کارزار زندگی سے منہ موڑا اور دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف کمر ہمت باندھ لیا اور میدانِ جہاد میں کود پڑے، چنانچہ وہ اپنے اس دینی فریضے کی انجام دہی کے سلسلے میں صوبہ پکتیا گئے اور جناب الحاج کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی صاحب کی قیادت میں جہاد شروع کیا، جناب شہید متین نے کئی معرکوں میں دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ بالآخر ژدورہ کی مشہور جنگ کے دوران دشمن کی گولیوں کا نشانہ بنے اور سینے پر زخم کھا کر شہید ہوئے۔

شہید نظام الدین

جناب سراج الدین کے نوجوان فرزند شہید نظام الدین نے ۱۹۶۸ء میں صوبہ پکتیا کے کوٹ کیو کوڑالی نامی گاؤں کے ایک دیندار، علم دوست اور محب وطن گھرانے میں سانس لی۔ شہید نظام الدین بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے دباک نامی سکول سے حاصل کی۔ وہ ابھی عنفوان جوانی میں تھے اور سکول کے طالب علم ہی تھے کہ افغانستان میں روسی بغل بچے اپنے آقاؤں کے اشارے پر نام نہاد "انقلاب ثور" لائے اور اس طرح افغان مسلمان عوام غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے۔ تو اس نوجوان مومن نے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دی، دنیوی کاموں سے منہ موڑا، اور افغانستان کی سرزمین پر عدل و انصاف پر مبنی ایک اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ کر جناب مولوی میرزا صاحب کی قیادت میں مسلح جہاد شروع کیا کئی معرکوں میں شاندار کامیابیوں نے اس کے قدم چومے۔ مسلسل چار سال تک جہاد کے گرم مورچوں میں مصروفِ عمل رہے اور دشمن کے لئے قہر سامان بنے رہے۔ مختلف معرکوں کے دوران دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو گئے آخر کار یہ جوان سال مجاہد ۱۹ سال کی عمر میں ۲۹ دسمبر ۱۹۸۷ کو جوگیوں نامی فوجی چوکیوں کی فتح کے دوران دشمن کے خلاف ایک شدید جھڑپ میں شہید ہو گئے اور اس طرح قافلۂ شہداء راہِ حق میں ایک اور شہید کا اضافہ ہو گیا۔

شہید حافظ کابل خان

جناب کابل خان ولد ناظم خان بھی ۱۹۶۸ء میں دکو تنگیو کو ٹوالی نامی گاؤں کے ایک علم دوست، دین پرور اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے، شہید کابل خان ایک نیک سیرت، خوش خلق اور نیک خصلات کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی بڑی نعمتوں سے نوازا تھا، حفظ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی بڑی بخشش ہے، چنانچہ شہید کابل خان کے سینے کو رب العزت نے نور حفظ قرآن پاک سے منور فرمایا تھا۔ اس کے علاوہ جناب شہید کابل خان ایک حلیم، ملنسار، داعی حق اور مجاہد شخصیت تھے، خود بھی صوم و صلواۃ کے پابند تھے اور دوسروں کو بھی اس عمل کی ترغیب دیتے تھے۔ افغانستان کی پاک سرزمین میں جب کمیونسٹ انقلاب آیا اور وہاں کے مسلمان اور نہتے عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے تو اس مرد مومن نے بھی دنیوی کاموں پر کفری اور دہری طاقتوں کے خلاف مسلح جہاد کو ترجیح دی اور میدان کارزار میں کود پڑے اور مسلسل چار سال تک صوبہ پکتیا میں جناب مولوی میرداد صاحب کی قیادت میں جہاد کے گرم سنگروں میں مصروف جہاد رہے، دوران جہاد انہوں نے دشمن کے خلاف کئی معرکوں میں حصہ لیا اور انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ لیکن آخر کار یہ سپاہی حق بھی ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء کو "جوگیو" نامی فوجی چوکیوں پر حملے کے دوران جام شہادت نوش کر گئے۔

شہید احسان اللہ

جناب الحاج مولوی حفیظ اللہ کے جواں سال فرزند شہید احسان اللہ ۱۹۶۸ء میں صوبہ پکتیا، تحصیل دباک کے خلبستات مشہور بہ ملاوں گاؤں کے ایک دیندار، علم پرور اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے، جناب احسان اللہ نے اپنی ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ سنہ ۱۹۸۰ء تک وہ افغانستان میں رہے اور بعد میں اپنے اسلامی تشخص اور ناموس دین اور تحفظ عقیدے کی خاطر اپنے خاندان سمیت ہجرت کر کے ہمسایہ اور برادر اسلامی ملک پاکستان چلے آئے، ہجرت کے بعد جناب احسان اللہ نے مولوی میرداد کی قیادت میں اپنے دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کیا جناب احسان اللہ ایک خوش خلق اور ملنسار انسان تھے اور اپنے مجاہد بھائیوں کے درمیان ہردلعزیز تھے انہوں نے جہاد کے دوران اپنی شجاعت اور مردانگی کے جوہر دکھا کر دشمن کو ہر محاذ پر بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ آخر کار حاجی میدان میں جوگیو نامی فوجی چوکی پر حملے کے دوران مقام شہادت پا کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

احمد شاہ ((وحدت))
Ahmad Shah (Vahdat)
A.K.P.O.

شہید کے لیے ۶ اعزاز

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں شہید کیلئے چھ اعزاز ہوتے ہیں (۱) ــــ پہلے لمحہ ہی میں اس کی مغفرت کردی جاتی ہے اور اس کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے (۲) ــــ عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ (۳) ــــ فزع اکبر (قیامت کی مصیبت) سے مامون رہتا ہے۔ (۴) ــــ اس کے سر پر عزت و وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہے (۵) ــــ گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی بہتّر حوروں سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے (۶) ــــ اس کے ستر رشتہ داروں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

رواہ الترمذی وابن ماجہ

اللہ تعالیٰ کے
فضل وکرم سے اب
ہمارے مجاہدین علمی اور
ماڈرن طریقے سے فوجی تربیت
حاصل کر رہے ہیں۔

مجاہد فوجی
دشمن سے چھینا ہوا
BM 12 نوع اسلحہ کا
جائزہ لے رہا ہے

غنیمت
کے طور پر
دشمن سے
حاصل کی ہوئی
گاڑیوں کا
ایک منظر